

www.urduchannel.in

آثارِ غالب

اردو چینل
www.urduchannel.in

قاضی عبدالودود

زندہ دار دھردا آثار مرد
بوجی گل باقیست چوں گرد گلاب

(نظری)

آثارِ عالم

ہر تباہ

||

فاضی عیب کے لودوو

یہ کتاب جناب پاک طبع بال مدارج دینی کی نام معنوں کی جانبی ہے

M.A LIBRARY, A.M.U.



U72510

نہر س

فارسی نشر:	حصہ اول	اردو نشر:
۱۰ تفتیر نیقاٹ بربان		
۱۱ تفتیر نیطف سفرنگب دستیر	۱ دیباچہ رکھنے علی	
۱۲ تفتیر نیادری کشا	۲ دیباچہ تین شیز	
فارسی نظم:	۳ ایک استفخار ۷۲۵۱	
۱۳ نامہ منظوم پنام جتھر	۴ مکتب اردو	
۱۴ تین معز	۵ دوناہی شعروں کے مطالب	
۱۵ رباعی	۶ اشتہار تین آہنگ	اُردو نظم:
۱۶ مندیات	۷ غزل اردو	
<u>حصہ دوہم</u>		
خاطوط فارسی:	۸ بمحی سعادت علی	
		۹ مندیات
		۱۰

عرض حال

آثارِ غالب کا بہت طراحتیہ اور قلمی کتابوں سے لیا گیا ہے، یا اسی مطہر عاتِ حج و عام دستِ رس
دے باہر ہیں سوچیزیں متھلی ہیں ان کے شمول کی وجہ پر اپنی جگہ پر بایں کی جائیں۔
فارسی خطوطِ ٹکمی حبیب الرحمن روحیم کے کتبِ حق کو ایک علمی مجموعہ سے میا نہ
ہیں۔ ٹکمی صاحب اور دو کو اپنے انشا پرواز اور زبردست حامی تھو۔ علمی خدمات ہی انہوں
نے کم نہ کی تھی۔ اس کا اندازہ ان کو کارنامہ حیاتِ ثالثہ غفاری کی اخاعت سے ہو گا۔
ان کی بڑی وقتِ ولات سے اُردو کا بڑا نقہمان ہوا ہے۔

آثارِ غالب کی ترتیب یا اس کی جواہری کی تحریر میں جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی^۱
جناب ڈاکٹر محمد زیر صدیقی، جناب ڈاکٹر عذلیب شاد ای، جناب عرشی، جناب ہمیشہ پرشاد
جناب سید وزیر احسان عابدی، اور جناب مختار الدین الحموارزد سے مدد ملی اور یہ میں ان
اصحاب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ چھاپوں کی نگرانی بھی آرزو و ماحب کے سپرد ہے۔
اگر وہ اسکے صحیح چھپو سکر تو ڈھرے شکری کے سخت ہوں گے۔ آثارِ غالب کی ترتیب بڑی
عجلت میں ہوتی ہے۔ بعض امور کی حسب دلخواہ تحقیق قلت دقت کی وجہ سے نہ ہو سکی
میں ناظرین سے مذکورت خواہ ہوں۔

غمبُود الورود

ہمارا بیج ۱۹۷۳ء

حکم سعہر اقوال

اردو شہر

(۱۱) دسماں کی طائفتِ علمی

سچاں بھروسہ ریاست داران سے ہنرمندین اگھن میان دادخاں حق شناسوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں رہنے والا دریں آباد کن کا ہوں۔ میں نے بعد تحریک علم رسمیہ سیاحت اختراء کو کے بنگالہ، دکن، پنجاب، وسط ہند، بلاد فرقے کے ہاں تک نام لوں قلموندیں مرزا سر پھرا ہوں بلکہ سندھ کا بیل دکشیر و قدرصار بھی دیکھ آیا ہوں۔ ان دونوں میں درسائے نشر کے میری نظر سے گزیدے۔ ایک قاطع برہان اور ایک محترق قاطع برہان پر ہلا شدید یعنی قاطع برہان کا ہوتا ہے، معمول اور کریم دلالاتیہ عالی شان عالی خاذان، انگریزی ریکی زادوں میں محسوبہ بالاشاہد ہی کے حضور سے چھاطب بہ خیم الدوالہ و پیر لالہ نظام جنگ یعنی غالب تخلص اسدا اور خالن ہاوار۔ اور محترق کا جامع کوئی شخصیتی روایا سے وہی میں سے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی حکم اور یوری کا مردشتہ دار ہو گیا تھا اور اب خادم تین ہے، موسوم بہ مشی سعادت علی نظر سے واقع نظم سنتہ آگاہ، عاقل کامساہیہ علم کی دستگاہ۔ کسی بستی میں کسی گھاؤں میں کسی گھٹا پر کسی باٹ پر اسکلر رنگ کا نام کسی سے نہیں ملتا۔ اللہ اللہ غالب نام اور نادر اور کوئی شہر ایسا نہ دیکھا جس میں ان کے دو پورا شاگرد وہیں معمود و دیکھ جوں، ایک ہالم ان کی نارسی دالی اور شیوا بیانی کا شرف، نظم میں بلا خبری و تغیری و عزیزی کو اپنے نشری میں شاران سایت و حال سے پہنچ لیا، نظم شدید سحر سامنی نشریں پیچ آنک سلکب در غوش اب، دستیبو گہر نایا ب، صہر نظم بود غیر تعلیماتی اور کوئی کتاب، کتاب، کتاب میشیں اکابر ایک جو اب اپنے باغت اور فضاحت کو جانتے ہیں اور صحت کا حسن پہنچانتے ہیں، اسکی علیہ ان کا یہی عقیدہ ہے۔ اگر ایک آدمی کو خواہ میں سے

یہ عقیدہ نہ ہوا تو وہ آدمی نے شکر ایک گروہ کا مردوں ہو گئے۔
 "گروہ بننے، بروز شہر و ہم چشمہ آفتاب، اچھے گناہ
 مخفی کی عبایت داد کیا کہنا سے بھت اچھے بھر جو، روابط نامنبوط، ضمائر مخذلتوں اول سے آخر
 سوائیں دیگر جواب دیکھ کا المقام، عبارت یک قلم حشو اور حشیہ کی، قیچ بیانیں بھی دہ رسالہ نہ اس سر
 بخشن و عاد و سو زمین و حسن و بخشن و سست و حشیہ کا بھر جو عہدے ہے۔ آنحضرت پیغمبر مصطفیٰ صاحب میں
 کیا آیا جو اس رسالہ کی تحریر کا تقدیر فرمایا۔ کتاب خوبی، عبارت خوبی کی بھری۔ جو اشعار پر چشم
 داشتہ سند کھلتے ہیں، کا زیر تنگ ذریعہ اس زبانیاً مارکب کہنے شکر، کہتا بگذری، برفستہ دا
 مکرا اپر لکھ کے کانیارنگ۔ کیا مشی جی نے یہ تیاس کیا ہے، کہ تمام ہندوستان میں کوئی حاملہ کوئی
 عاقل بکونی مخصوص نہیں ہے۔ اللہ العظیم وستان جنم دنیو، کمال ہے، مشی جی کے
 جنم کا پردہ کھل جائے گا۔ بلکہ مولانا غائب کا ایک ایک شکر دشی ہی کا حاکم اڑا نے کا بھج کر
 حیثیت اور رحمائی حق اس تحریر کی باعث ہوئی تاکہ میں نے بیس طلاقت، جنم کیے اور
 اس نگارش کا لطائفی شیخی نام رکھا۔
 درپس آئندہ طویل صفحہ راشد اند۔ — اچھے استاد اذل الحفت بگوئی ہو گیم،

دیسا شہر سمع شیر

۴۲

الشیعیں شانہ پنچ بندوں کو درز تھیں اور بخیر کی زینیوں دستے۔ اچھا سبھے وہ بندہ جس کو ظلم
 کی خونہ ہو اور ظلم کی الزار میں۔ ازان جملہ یک سخن پر درمی۔ ہے کہ اُس کو سبے ایمانی بھی کہا
 پا پہنچیں، یعنی کتابیں حق اور اعلان باطل، اصرار۔ اسد اللہ شانی غالب کہ اسے کہ کہ میں نے
 خاص تذکرہ اعلان حق برپا کا فاطح کی عبارت ہی سبق اور بیان کی بسطی اور اعلان بھل کا
 بکھریں ہیں ایک رسالہ کہنا اور اس کا نام فاطح برپا اور درخششلہ ولی رکھا جبکہ بعد اعلان
 ہد رسالہ مذکور ہو تو یہ ہے، اس مشین بندی کے مطابق "بلی نہ کو دا کو دی گوان" ایک علا
 میں معمور حق الادھری شفافیتی داں، اُنہا خداوند ایں تیرہ بیتیں، ایں تو روی میں ایک کتاب میں
 ای پھری ای، تحریر، ایں اس کا نام دکا اور اس کو شہر کیا۔ یہ سے ایکہ یاد رکھنے اس کتاب سے
 جواب میں کچھ لطائف جنت کیے اور لطائف، شیخی اُسی کا نام رکھا۔ وہ سخن بھی شہر ہو،
 پھر ایک مرزا جسمیم بیانیں بھر لیں کہ، رہبے وائے۔ بوس دھر، آ۔ شا، ایک تحریر سعی:

ساطع بربان کمال لاسٹی، مطابق مذکور جملہ پیشتر تنازع کے مفہوم سنتے
صرف ایک خاطرہ بھی کو نکالنا زیادہ اس طبق الفتاویٰ کو تفسیر اوقات جانا مانتا ہے اس
ایمن الدین کے اپنے پیالہ میں ملکیت بہادر میں بھی اُنھوں نے ایک تنازع القاطع پیشوایا۔
استحداد علی میں کو بعد صرف مقاصد بخود صرف فارسیت کی اسی قدر رعایت منظور رہی کہ
قیمتی کا بعض نقرہ و کمی کی ترکیبیں اپنی عبارت کے قابل میں ڈھالیں۔ باقی سوانح عربی،
قشری اور فارسی مسودہ کے دھخلتی کیاں دی ہیں جو کفر طے بھیارے استعمال
کرتے رہتے ہیں۔ کمال یہ کہ اُن کا منطق سندی اور انصرت کی عبارت فارسی ہے۔ تم
دیکھتے ہیں کہ کتنی بلاسے ان دلوڑیں علم خصیل کر کے ہذا ہے ہو گئے ہیں۔ حمار باندھے
ہوئے ٹھیک ہو چکرے ہیں۔ فخش پہنیں بولتے، خلافت اپنی قوم کے صاحب، قشدة اُن کا روزہ
ہے۔ یا رب یہاں ایمن الدین کس بڑی قوم اور کس پا جی گردہ کے ہیں کہ مزدوی کھلا لے۔ اُنہیں
بنتی گر الفاظ استعمل، قوم نہ چھوڑے۔ اگر میری طرف سے ازادی حیثیت کی نالش و ارز ہو جائی
تو ہماری پرسی بنتی ہے مگر میری کمپنی خیس نے ازادی حیثیت کے لفظ کو گھوڑا نہ کیا۔ اُن کی تحریر
ام کے پاچین پچھلے ہے، بہ نہر ذرا نہ آتا پر اراجیم درس احمد علی صاحب عہدیت میں
ایمن الدین سے بڑھ کر فارسیت میں ہر اونٹش، ماستر اگوئی میں کھست، بختی الفاظ تو ہیں
و تعلیم کے ہیں وہ چین چین کو ہیر سے واسطہ مرد، سیئے اور یہ سمجھا کہ ٹاپ اگر عالم نہیں
شاہزادیں آخر پڑھافت، دامارت میں ایک پاپہ رکھتا ہے اصحاب عروشان ہے، عالی شان
ہے، امراء ہمہ داروں سے ہند، راجھاں ہند سب اسر کو جانتے ہیں۔ رئیس زادگان
سرکار انگریزی میں گہرا جاتا ہے۔ بادشاہ کی سرکار سے بختم اتفاق انتظام ہے، اگر منتظر کے
دن فرمیں خواص صاحب بیساخ بہاری دوستان اقبال ہے۔ جس کو گورنمنٹ خان صاحب
لکھتی ہے اُس کو سڑی اور گدھا کیوں کر لکھوں؟ فی الحقيقة یہ تعلیم یہ ہوتے ہے۔
مُرِّي بالخلافِ المُرْكَبِ الْمُرْكَبِ الْمُرْكَبِ الْمُرْكَبِ الْمُرْكَبِ الْمُرْكَبِ
میر اکا گلہ امدوی۔ نے اپنا پا جی ہیں ظاہر کیا۔ میں میں معلم ایں بلے ویرا کر شیر یا ان کے
ہوا اسٹن لیا اور انہوں کے لفاظ نہ موم۔ سچے قلمخانہ کرے ان کے مطابق ملی کا جواب
اپنے۔ تھے لیا۔ اس نگارش کا شامی تھی، یعنی اسکی ادا، جو اتنا مام اس کو پکھا، اُن گا اور پہنچے اجہاب
مذکور نہیں کی تھیں۔ پہنچاں۔ ادا۔ سر بر۔ اس اماں نہ دو تو پیشہ صبح لے سا ازا
کر خاک شدہ۔ اب یہاں سچے نگار نہ نہیں ہے۔ ادا کا طالب، فالم

اک استھنا

(۴۶)

اللہ اکبر۔ صاحبان تربت ناطقہ وقت عاقلہ سے کوہ مقربان بارگاہ مسجد فیاضن
ہیں، غالباً کی یہ استدعا ہے کہ جب یہ تحریر کر کر یا استھنا ہے، نظر سے گزرنے تو احمد
القطینی میں سے جو لفظت مصحح ہوا اس کی صحبت اور لغت غلط کی غلطی کہ کھاتم عبارت تحریر
اپنا نام لکھ دیں۔ مثلاً جہاں میں نے لکھا ہے کہ حشمت عیب ہے مصحح ہے یا اچشم غلط ساز، اس کو
جواب میں رقم فرمائیں کہ حشمت عیب ہے مصحح اور حشمت عیب ساز غلط ساز ہے۔ تو عبارت چھاپی یعنی
اس واسطے ضرور ہے کہ فتوے میں تو مصحح ہے، فقط

سوال ۱۔ لغت خارجی کی حقیقت اور بحوث کی حرکت میں فردوسی اور خاقانی پتھر ہیں،
یا ہندوستانی فرنگ لکھنے والے؟

جواب۔ فردوسی و خاقانی پتھر ہیں۔ ہندوستانی ان کے مطابق لکھیں تو سچے ان کے
برخلاف لکھیں تو جھوٹے۔

سوال ۲۔ پیدائی و زیبائی مصحح اور پیدائیش و زیبائیش غلط، یا پیداولون لفظ مصحح؟
جواب۔ پیداول مصحح۔

سوال ۳۔ راندو ماندو بروزن چاند مصحح۔ رُندو مُندو ہجھے ہے، اصل میں یہ زن رُندو مُندو ہے
جواب۔ راندو ماندو بروزن چاند مصحح، بروزن رُندو مُندو ہجھے ہے۔

سوال ۴۔ جسم کی صفت جیب میں یعنی یا عیب باز؟
جواب۔ عیب ساز غلط مصحح اور جو آنکہ کوئی بسانکہ ہے وہ احق بل کہ اندازا۔

سوال ۵۔ فرنگ نویں حال کی راستے اگر فرنگ نویں ماڈنی کی راستے سے مطابق ہو
خواہی بحسب تفاصیل خواہی ازروے مناہدہ، یہ صرفت ہے، یا تطابق راستے؟

جواب۔ یہ تطابق سے ہے، سرتے سے کیا معاشر۔

سوال ۶۔ شش سرب، شیخو تحریر بڑی دشمنی دوہر و ذر و مشکل، و اقسام میوہ کو کہہ سکتے
ہیں یا نہیں؟

جواب۔ سعادۃ اللہ لا خوال ولا قوۃ إلا ایا! کون کہہ سکتا ہے مگر کوئی دوہر کے لئے لالا
پھر جزو، پھر کشش ضرب پتیجہ خوبی نہ کھیں گے کافی نہیں، اسی وجہ پر اس کو کھیں تو کھیں۔

سوال ۵۔ یہ صرف وزنِ شعر میں درست ہے یا انہوں نے ؟

چشمِ نمائانہ اس بیان پر تیرتے ہیں۔

جواب۔ صرف ہوتے کچھ لکھوں، نظر ہے، اس کو وزن سے کیا علاوہ ؟

سوال ۶۔ آہنگین کا صیغہ آہنگین پوکا یا فقط آہنگ ؟

جواب۔ آہنگین ہو سکتا ہے نہ آہنگ۔

سوال ۷۔ پالایہ ایک اختت۔ یہ، فریگ، نبیس کو، اس کا ہم وزن چاہا، ایک کھانا پہنچائیے ؟

جواب۔ وزن دلوں صحیح ہیں، لیکن چار پا یہ کھنڈ والا اڑھا۔

چار پا یہ۔

سوال ۸۔ گزاراں ہے معنی خراماں بہ کابن فارسی مفہوم ہے، یا کزاراں بہ کام عربی مکسر

بروزنِ صفاہاں ؟

جواب۔ گراماں ہے معنی خراماں یہ کافی فارسی مفہوم صحیح اور پکان عربی مکسر غلط نہیں۔

سوال ۹۔ سکرده و فرسخ و فرنگ فارسی میں مقدارِ مسافت رہیں کو کہتے ہیں۔ عربی میں کُراع یہ وزن ضرایح مقدارِ مسافت رہیں کو کہتے ہیں، یا پاچھہ کا دھکو بین کرو ؟

جواب۔ ضرایح میں پہنچنی پاچھے کا دھکو پہنچنے کہا ہے، پہنچنی مسافت غلط نہیں۔

سوال ۱۰۔ گلہری بہ کابن فارسی بروزن اکھر کی صحیح، یا گلہری بہ کابن عربی مفہوم بروزن اپنی صحیح ؟

جواب۔ گلہری بہ کابن فارسی مکسر صحیح۔

سوال ۱۱۔ ہندوستان میں دختر نارسیدہ کو چکر کری کہتے ہیں، اہم ولایت پوکری کہیں گے۔ یہ نہت پائی مفترہ پلکری حذف و اغفلت چے یا صحیح ؟

جواب۔ چکری جواہل ولایت سے بھی زیادہ بوجی ہو، دشتاں پر کشو۔

سوال ۱۲۔ پاہر پاسے ہے اصلانِ تکمال جس کی عربی میں رکھا گئے ہے، ہندوستان میں اس کا نام یا لائیشِ اللہوں ہے، بیان کیا ہے، مدن ؟

جواب۔ پاہر کو پاؤ مرست کہیں تھا نگزون:

سوال ۱۳۔ پاہر پسیدہ، پاہر جوہل، ہے، ہماہیہ الفقہ پلٹیاں، نیز پاہنچا، اسی کے

ماقبل لاکر بہ پڑیں ای کوئ پہ پڑیں ملکت پر ہر دن اسے من، رسمی بھی انہیں
مخصوص میں آئیں آیا۔ یہ بیان ہے
چوادیب۔ کہیں نہیں آیا، اس تین فرمیں کوہ ایشان کرنے کیا ضرور۔
سوال فراہم کر کے سیل پر پڑا رہنے کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟
چوادیب۔ کیجیل بنا دار پر پڑا رہنے کی صفت ہو کتی ہے، انگور کی قدر بے جای اور خانہ سیل
ریپ مہمل اور غلط اور غلط۔ راقم محمد الرسول علیہ السلام کا بھائی۔
سیہا جواب صحیب کے صحیح ہیں، الطاف حسین یا نی پیغام بریتہ تعالیٰ عنہ
سب جواب دنوں جیسوں کیا مواب ہیں۔ محض معاہد ملی مدرس گورنمنٹ اسکول میں۔
شا نظر وہ مگاہ نہ سوال کے جواب ہیں جس بھی اواب محض مصدقی خاص صاحب کا
ہم زیال وہم دستاں ہوں۔ او قم الامم محمد المقربہ چیز الدین عینی عنہ۔

خطار دو بناہم سر لاریت علی

(۷۱) (۷۲)
خاب بہر والا ہت ملی صاحب ہم مطلع علمی المطابع عظیم آباد، واسطے اپنے جد کے میری تقدیر
معاف کیجئے، درستیت میر اگناہ نہیں۔

پیری وحدت گیب چینی گفتہ اند

ستربرس کی عمر حافظہ نام (کذرا)، نسیان نہیں لی کل آپ کو یہ طلب ترجمہ بہستان، خیال
ستر جن صیفی بلارجی خط لکھا۔ لفاظ کرنے تے وقت لکھنے پڑیں بھول گئی۔ آج جو کبک مکث
پکس میں یا ستے، ذلیل دخوار، و خل و شرم سار۔ آج لفاظ جدید ہیں محفوظ کر کے لیجاؤ
خدا کریم کہ کتاب وہاں سے پہلے روانہ ہو، اور یہ لفاظ دہانی بید پہنچے۔

۱۹ اربیل ۱۸۸۶ء۔ نجات کا طالب غالب

دوقار سکی سخرون کے مراد نہ

(۷۳)
جیا ہے است، زیال والہ بہ نیا ۱۵۰۰ است۔ — ذرۃ نہ سے بہ باری کی بیان نو خصصت
کے اور بائیا بائی، جنتے ہیں، نباخوتیا سیکھ کر استغاثہ امداد مالی کو کیوں نہ ساخت، تک کہ
کوئی نہ ساخت، اسی دلیل پر اسے مرتکب رہا۔ ایں دجال، ایں کھینچیں ایسا اور توہین نہ کا انسان

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

پھر شاہیت ہے کر کے ساختہ

”وَصَفْحَهُ بِزَوْدِ هُنَّةٍ أَنْجَى دُرْدَلَ سَبَقَتْ“ در بزمِ کنزِ امانتِ گل و در چن بیسے است۔ پھول بانش سے آ را کرتے ہیں، ااغر بہزادوں پھول ہوتے ہیں مخلسوں میں اس دس بیا پارخ ہوتے ہوں گے۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے مظاہین پھول ہوتے ہیں، اور میرا دل چین ہے اور صفحہ اچھی۔ مظاہینِ استثنیٰ نہ سچے جو دیوان میں آئکے چین میں پھول اور دل میں معنی بہت ہیں۔

اُردو لُظُم:

امیر شاہ اثریٰ امانت

(۶)

پاہِ سمجھاں دستِ کھا و سخن
خڑہ مائے بہروانِ راہِ سخن
آن پہنچی ہے منزلِ مقہود
ٹکر و راہِ طوقی زروار زود
دیکھے چل کے نظمِ عالمِ شر
پاس ہے ایسا سوادا لظہِ شر
حشتم بیش ہو جس سے نورانی
سپاکو اس کا سوادار زادہ
جلوہِ ماضی نظر سر آیا
یہ تزویدِ یکھو کر کیا تظہ، آیا
مطیع بادشاہِ دلی ہے
پاں اپنی شاہِ راہِ دلی ہے
کھل وریجان دلالہ زیگار گنگ
منظیع ہو ری یون پرخ آہنگ
پار و جس کا سرو گل بے خار
ہنگیں اس کا بجو اب، عالم میں
خندکرنا ہے، آسمانی کا دبر
حر جا طرزِ لذتِ گفتہ اڑی
خڑہ تھتِ سرا سے اپرا کم
ہس کے فتوؤں میں کوئی تماں
تینیں نہ دوس، یہ کام کیا نکلے
در راشن قہقہ ایسون کت تک
تا کجا، ارسن نہ را سے کم

پاہِ سمجھاں دستِ کھا و سخن
خڑہ مائے بہروانِ راہِ سخن
آن پہنچی ہے منزلِ مقہود
ٹکر و راہِ طوقی زروار زود
دیکھے چل کے نظمِ عالمِ شر
پاس ہے ایسا سوادا لظہِ شر
حشتم بیش ہو جس سے نورانی
سپاکو اس کا سوادار زادہ
جلوہِ ماضی نظر سر آیا
یہ تزویدِ یکھو کر کیا تظہ، آیا
مطیع بادشاہِ دلی ہے
پاں اپنی شاہِ راہِ دلی ہے
کھل وریجان دلالہ زیگار گنگ
منظیع ہو ری یون پرخ آہنگ
پار و جس کا سرو گل بے خار
ہنگیں اس کا بجو اب، عالم میں
خندکرنا ہے، آسمانی کا دبر
حر جا طرزِ لذتِ گفتہ اڑی
خڑہ تھتِ سرا سے اپرا کم
ہس کے فتوؤں میں کوئی تماں
تینیں نہ دوس، یہ کام کیا نکلے
در راشن قہقہ ایسون کت تک
تا کجا، ارسن نہ را سے کم

اپنے اپنے زمانہ میں غالب
 احمد اللہ خاں غالب ہے
 پھر کون بیخ روز قوت اورست
 شمع بنیم سخن سہاری تھے
 بادشاہ جہاں ملتے ہے
 نظام اش کی نکار نامہ راز
 سیکھو آئیں نکتہ دانی کو
 سیدنا نجیبیتہ گھر سر ہو گا
 کرے اس تنخی کی خردباری
 تین بیچے روپے وہ بے کم کا ہے
 نر قیمت کا ہو گا اور حساب
 اس سے بیوں کم نہ ہم قہست
 احسن اللہ خاں کے گھر بیجے
 جس کا کہنے میں عمدة احکما
 نام ناہی کا ہج عسلام بخت
 کہ نہ ارسال ذر میں ہونا خیر
 ایسا ... در حق خداوی ہے

تھے ظہوری دعویٰ و طالب
 نہ ظہوری ہے اور نہ طالب
 قول صاندھا کا۔ یہ بجا لے دوست
 محل وہ سرگرم خود نہائی تھے
 آج یہ قدر داں ملتے ہے
 نہ دس کی ہے لازماً راز
 ویکھو اس دشتر سماں کو
 اس سے وکھی یہودیوں کا
 یو سخن کی چھٹے طلبگاری
 آج جو دیدہ ورگرے دلتوں
 منظیع جب کہ ہو جکھی کتابا
 چار سے پھرہ پوچھی کم ثابت
 جس کو متذکر ہو کر زر بیچے
 وہ بیہار یا هزار ہرودہ جتا
 میں جو ہوں در پیچھوں
 سچی یہ العقیدہ شامل تشریف
 جشنیہ انطراح جوار ہے

لکھنؤ

اپنا جواہی بن اکبریں ایک دس
 پیسی کو دلکھاں پندرہ بیانیں
 شکوہ کیہے تھے یا کوئی نہیں
 ایک دل سچی یہ ان گروہ اسی دل
 را کہے باقہ کیا کوئی دل
 آپکے دہرا جوال نہ یو جھی تو اسد ...

(۸) اچھو سعادت علی

لے شری خیر و مرخون ماننے ہو۔ خصوصی ہے تو مقابلو باندھیو
آواز تری نگلی اور آواز کے ساتھ۔ لامی دہ لگی کہ جس میں آواز ہو

(۹) قردو پاست اردو

پیچارہ لکتی دوستے گیا سچی سچی۔ کچھی کیوں باہم نہم پر بھن کیا لوگ
کوئی اس کا جراحت دو صاحب۔ سالوں کا فواب دو صاحب

فارسی شعر:

(۱۰) لَقْرَطِ طَلْعَ مُرْكَان

از من بی من سلام دهم از من ہے من پیام۔ ریغہ میں میا مسلم و پیام ما
ہاں غالباً سپید ہوئے سیہنا مر اذیں دشمن ہن کی اور تجھن خود بیٹھ خداوند
چھو استہ کی گفتگی کا داشش دراں داداگر وہ سرمندانیں را جھنی پسند ازیں بنالہ بخورد
ممانی کہ ازیں خیاباں مانایہ بیا پاں یہ قول بیانی ملیا لاجھتے بصریں
”پیش نہ بائی کسالاں کی گزندو“

لے باہر خاطر دانا دنا دا در اندریشہ دلایاں جو گفتار گز ششہلاں دل پیے مذکوریں دنادیا
ربا بیج سخن دخنور ہوند شیست۔ بارے سیاس مزی و حبر و نزی اسی مودم ستم پیغمبری
وہیں تسلیم ہو جو آں ہے والشیں گواں یا داں بجاہ بلند پایہ، آں ہے سرکشان چوں فریدیں
با تھاں و با فرد دستاں چوں سلماں با سورہ سراپا داشش دہم تن بیشش، مشتی دل کی کش
بجائے اور کہ پھریداری دکان بے روغن کر لیست، تانقش ایں کلپتہ اور انہارع دوست
نشیست۔ اگرہ ایر بتو اس مرد بیدار دل پیستن پیروانہ اور اقی پر لیٹاںی نہ ردا نجت،
کاغذ مسوڑا است، قاطع بڑاں رایا کاغذ گز گز بردے وہ آپ آخشم فرد کو فتح، یا مسر نہ دش
خزیدے تاچک، بیساختہ۔ ہے آپ بینہ کمال حق گزار اون یا یاں آں شی، سفیلی اور بیسیں ہے ایسا کیا
قیامتیک دزدیں ہے پر شکشیں دیگر اٹھیت، ناٹھی کس سے دستوری صاحب صلح اور صاحب انتہا رہیں

سوا در ادراک الہی و انتباخ فرود نتواند رکنیت - حریاتی

در قاطع بہان مگر واقعی الش کو غیب رسید ملکت استقامت

بیر خاتم نقشی خانم خالی بین زیل بیت کوشش مهر غالی نامش

لکھنؤ اسپرٹ کی سماں ستر

الله اللہ یعنی قادسی اگر دیگر سال اذ آں میاں بے شمار دالش اندوزی از درمیاش

دریوزہ آجی دد یوزہ از در بار دسے داد بامسے اند رگاہ مسجد چیاض یود ہر علیہ از پر
دریا فتم تگرخن ہے حشر دی رادرتا آغاز روز وایپ نابائے تو شست انداک ایں تھیست دریا بش
بآں بہم تا بش دریش سوے گھیتی یتھی گونہ یا بش ایڑیتھ سوے ندارد پنداہم ای طریکھا

اگر بسیار از رد ہم بہ سخار آفریں بہاں بہ گھفار آرد - اگر بسیار در آفریں - خور را آفریں
گھترے بایک کہ نیروے بارگھا داشتہ باشتہ تافڑہ از را باندرازہ بالیست تو اندستہ د

ند چوں من ابلیج کے اگر خود را ناداں گوئی تھفتی فرہ ما نز کر ایں دالش از جا فرود آور کہ
خود را ناداں داشت - ہر خد کے پیڈا است کہ سو دون بہ دلستخن بازان است ذماد لستہ

ستودن و ناستودن را یک فرازمان است - اما ذوقی دن اسٹاٹے بردل رو را درد و
زیال را خوش گذاشت بد ا نعمت گریہ و کوئی ستمہ چہ بآں کے نامہ سختی گفتہ باشیم - دیدہ

و دسے کو تا بنگرد کہ امر و نہیں رُش یوسفی رادر مصیر عنان بازار آرد ده انداک نہ بیانی جمال
بالمک الش سرمایہ نازش برداز کار است، نئے بیلوں نیں ای زبان پیلوں نی رادر کار گوارہ

سخن پروری کا رتا دردہ رنکہ استاد ای شتا داں را گزین آہوں گھار است - جا ماس پاہی
سماں نہار آذر کیواں پایہ مولی بخفت علی خاں بنا یوں خرے ہما سایہ آں کے داں بھوپریں ا

از اس تازد کی پیکر اسے دیکر برد از گریا اس کے سزا سے فرہ غیر معراے ساتھ پاہنہ سڑا کا
غامہ سکھلی باشا بیان آور است کہ میلاست محنتی در سیر خاں ایضاً بدبادر ذمکن پیدا کیا

نامہ نامور - فی پشمیم رکشی خراست:

مکار خطا بیجی خد و خشم نیں ارتانگ لطفتہ، قلمان شس بندرا میسیم

ہم آکر، سرداں افونہ سالان امام

خواہ بیان دل رہی خست ۱۰۰ سید، ۱۰۰ نوبی، ۱۰۰ بندرا، ۱۰۰ میسیم

نماز شر اداز لیستیں فی ریان اداز کا منصب بینہ اور یا میکن اداز دن انہم کو کیم کہ چون جس عمارت گھرست دو افسنت
کہ رو دے خوب را چشم پر دو کیمں اکمال را میں اکمال پر دنیاں است، ہبھیم داشت دنخ گزندھیم
نمیخ سو و نہ دے حرزاں نہ شستا۔ یا رب این بھاگتھیم پیام آئی سفرگاں با فر و فریمک بار و بار
ٹھر فوس دست تارا جیسچ ہر زہ مر ساد۔

لّهُر لّطیفی گشا

(۱۲)

بین دالیں روائیں بہ خڑو فرد ندیہ گرد ہا گردہ مردم دیاں ہائے جد اگانہ آمویز ہر زیاں را زیاں
والی پرید آور دہ ہر گنجینہ درستہ را کلید آور دیں رو زیگار بار سی گھنار را دنیاکی آفریدیا نئے
قلدر و زیاں دری دار ایکہ کہ تخت شریح دل پذیر ببر دسا تین گھاٹت سپیش یہ شترن فریبکھاٹا
ہشت گھاٹت۔ اذات رک اسکم سامی مولفنا و بالفضل اول اتنا بہزادیں پر دین فضان کاک خوش و ر
روگاہ مذکور است بے صرفہ بڑوں نامنہ بیش ازادہ درست۔ غایل والمش جو ہے آئی ہے گویہ کہ
من یہ ستالیش گئی دفتریں بھی اجایا کارا نہیں سے برم و فر جام کا لفظی جندا آئیں پویز دیکھی
یاد گھار گذاشتہ، معنی ابا خوبیش سے برہمی سیستی بادہ سورا عبارت دیا جا پڑے فریبکھاٹیں ملکوں اکر
و بدیں آفریں گستربی آفریں شاکے شدہ ایم لکھا مر احسن قبول روزی باد۔

قاری اعظم :

نَاهِرُ كَمْسَطُوكُومْ نَيَا هُمْ حَوْمِ

(۱۳)

د فا جو ہر از تو عشتم در باد	دلست سرخو شی بادہ سور باد
د سینہ از تو الغفت فرا نامہ	روائی تازہ کس دلگشا نامہ
ن خواہم کہ در عز تھمہ روزگار	ن زیند ترا بر دل ان غم غبار
ن دارم غمہ هست کو خو شیشتن	ن زر بخوری من خوار عالم کہ من
ن جیا ز مردیں من چو لقصانیں ن	ن جیا ز من دست و نہیں آئی من
ن شایشیکی بورہ دانا پسند	حرب پیشست شایشی و صورہ میز
گرا ز من نہاشد نکری ششو	ا ذاں کسر کہ فرزند ادی ہشنا
ن باشی ہب جیلتگری مصنه رخواہ	چنان دادہ فریاں کہ درسیا زراہ
ہ شادی یوران ناجیت می رسند	ع زیاں رہر د گرامی کے نز

۱۲

پرشادی دریں جمع انبار اگر د
الاتات سخنی کہ ایں زان بہ است
مشو سخت لوکش و مشو سخت گیر
پھلم پور چول گزو یدی سفر
دریں اوقتن اذ آدن شاد باش
ڈیکھر تو مادر بتا ب اندرا است
پور نیز مشتاق دیدا راست
ٹوا خواہی از بس که خواہ پڑتا
بیا و در خویں خلک رایج ہیں
دکر من چوار غ سکھ کا ہیم
بیاتا ہو بیک کھویں ہی پستم
بیاتا تم عرق خویں بستگری
بیا د بیا د بیا د بیا
گوان چوں بخانی درق رانما - و زیز سلام و زعارف سلام

مشتقت مصحح

(۱۶۷)

بر بون پیشترنا پا دز د چیشم - بنده خدا اندامیم کو ایو خوا
در نیچ نیشت کلام از چویت نہیں - سرقوی پی - کے تو دیوار کو دانش
نہ خوبی تھی استودیم پرگزاری کیلی - جو سرائی کے بودش در سیاں کو حقاً

ایمی

(۱۶۸)

اَم اَب دلکر، هَمْ بِكِير ندار قومْ دینیں از ہم نادر ایں پیور ندار قوم
از بَر دار ز باد، باد کو گرد - - - امراء ایں میر از اس قوم

قرد بانیت خا (۱۶۹)

(۱۶۹)

بیزِ نیچ بیچ نہیں، نکار او شہ - - - بیزِ بیچ، خر پیش کار
لہ نہم می سند کر نکار جوال - - - بیزِ بیچ، نکار بد بیچ رام

حکیم خراشم

خطوط فارسی :-

مشینت ۱۱

قبل میں، نہ ارش کا سہ جاں، اب بندی خایریت پر اخذ ہے، درستہ سیدن و دستہ
سرخراز ساخت۔ مرقوم و دو کے امرور ہے تھل، باپر ہے بیوی، خواہم رفت: آئے، ائمہ
آر، کہ جناب آخر دن انتظار، دومن کش، پوچھا ہے ساختے از دوز باقی خواہ، اے،
سر قدم خواہ ساختے، دوپاک، محلہ، سیمیہ، و نکشت، سعادت پا بوسی سکیم صاحب،
خواہم انہ دختت، دیپاں اگلے پہ لازم سوتی پہنچا بسید، پہ نیتیت لازماں، بخی،
خواہم دسید۔

آن امداد باب عکادہ استشوار فرمد، اے، حال ایشت کہ قدہم از سر
ساختن، و سر اقدم ساختن، و سر قدم، ذکرنا، احادہ معنی متعالی کند، ددر کلام
اہل زبان بدین پرسہ شیوه بہ فشار اقم پرس، پیدہ اسست، آایں قدیم دا کم کیہ دا
اہل ہند قدم از سر ساختن، یہ محبیب ہوئی، پور، قدرات معنی طالکم تو خواہ بود۔ فقط
جو اپنے قہ کند، و سلط عایس نامہ قیوم بود، ایسا، ایشست، کہ آن جزو داد،
را و دیور، دشاید کرد، و شکار، آن غاییت را کیجیہ، تو ایسا شوہد، سعی رکان، با یک کو،
کہ ہر چہ مکمل ایس، پیش از پیش از پیش یک شے، پھر، و، ویچھوپنیل، ایس را اخترالا،
تکمیل، سعادت، خواہم ساختت، زبان، زبان، ایشداش۔

مشینت ۱۲

جناب سستلار، اپنی فاتحہ، زینا، اے، جو، و صاحب، و الہ الہ ایا، بود،
ایک دو قسم کندہ ہو، و شریعتیں ہو، دیا سر، نامہ، ایک، دو، بیرونی، عویض، اور
پیمانہ، و سدا، تو قیم کم، قیم دن، پیمانہ، ذکر، ن، سر احمد، اکیمیا، د،
مشینت، و، ویچھوپنیل، ایس، ویچھوپنیل، لیک، لیک، ایس، ایس، ایس، ایس،
د، پیچھی، کم، قیم، بیم، دی ایس، سے، ساد، چر، چر، ایس، ایس، بیم، بیم، ایس، ایس،
سرخراز شرو زمانشی، دا، ایس، بیم، لیک، لیک، ایس، ایس، ایس، ایس، ایس، ایس،
سرخراز شرو زمانشی، دا، ایس، بیم، لیک، لیک، ایس، ایس، ایس، ایس، ایس، ایس، ایس،

مرسید، ناچار رکھو مولوی سراج الدین احمد صاحب در فور دعویٰ قیادہ فرستاد
شریح آں پر جواب رقم نہیں، و کما رہا امور پر تقدیر احکام جناب ساختم۔
فقط.. رقصہ بنام مولوی صاحب پر اے آنسوست کہ کھا رخانہ مرزا بیگ ریک
صاحب نبی دانہ۔

— (۴۳) —

جنابِ رافت انتسابِ مخدومی و مطاعی مرزا احمد بیگ خاں صاحب

دام عجده۔

محمدِ حمد من، شب شادی نورِ حشم محمد علی خاں اتفاق آں افتاد کر جوں
شیئے از شب پسپری گشت، بہ خواز خویش آدم، لیکن چوں نورِ امانت نبی شمرد،
وکلفت در بیان نہ بود، یہ تو دفعہ نبیر داختم، وبلے خبر برخا سستم، میں کہ مخدومی جناہ
ابوالقاسم خاں صاحب خبردارند۔ ہائجہ آں دوپاس شب در غورون بیسپریدہ پگاہ
برخاستم، ودیہ ہو گلی رفتم۔ دور و زد و شب در آں جا آرمیده، در و زک دو شنبہ
بود، آخر دزدہ کاشانہ باز آدم۔ مخدومی تو اب علی اگر خاں سلام گھستہ اندر،
و تحقیقت رسانیدہ اندر۔ ایں بود اخبار آکار بگیا و شوں کہ گفتہ شد۔
اسی دارکشم کہ از صحبت و عافیت ہر ایج خود، صاحبزادہا آج ہی بخشند۔
نیاز سمت دیں۔ اسد اللہ

— (۴۴) —

جناب فیض را بح حضرت مرزا احمد بیگ شاہ، صاحبِ دام اشقاہ۔
مالی بنیا کہ، بہ سبیں خواجہ فیض الدین حیدر صاحب قی رسید، امید کہ در فور قائم
جناب بہ جانگیر سو، ادا شو۔ ملکس آں کہ عزیز سے از ایج دو ریہ آں کہ تو فر مجھے
بہ میں نیست، ہماری فی نادر فرستاء، سست، اگر دایک کنایہ زرسید۔ وبلے ایا
را، آنگ کاں خواہ کرد، ہمانا کہ من آں قی خواہم کہ جناب، خاص از برائے ایں مکتب
کیا سیت، صراحتاً مام، ادا، وال فرمائید کہ نہ نہستہ بہن نہ ایہ بود۔ نبادہ نیاز۔ اسد اللہ

— (۴۵) —

بیان نہایت مخدومی دستیا ہی دلاؤ می جناب مرزا احمد بیگ نال صاحب

۱۵

دام لطف، مقرر ہو۔ پر عرض می رسائے، امر و ذیہ وقت کمی بالیست نہیں تھتھی بہ
دقیر خانہ رسمیہ، دار آں جا بہ بارگاہ رفتہ، شرف ملائیست جناب لاڑد (کذا)
صاحب بھم رسائیدہ شد۔ امر و ذیہ تیز چوں روئے گئے مشتہ یہ پاس خاطر جناب مرزا
افضل یگ صاحب و حضرت مولیٰ سراج الدین احمد صاحب بھم دریں بجا الفاظ
نہیں تھے افادہ است۔ انشا افضل تعالیٰ فرد انبیہ زور کلیہ احران خوفیں رسیدہ
خواہ شد۔

دو شالہ بہاسے محفل کہ رقصہ اش رسیدہ است، داشتہ شد، و مکالم
پول حاجت بیان پڑو، پر خدمت فرستادہ آمد۔ نیا وہ چڑھیم پر گذارہ
محبت اسد اشد۔

بیت نمبر (۶) پنجم

محمد می گرمی جناب مرزا صاحب بکرم مناقب زاد عنایت، سخن لطیف
بخارج رسیدہ است، می خواستم کہ پر خدمت رسیدہ، پر عیتیت جناب پر دو لغت خا
را و صاحب والامات قب، او شیور او صاحب عاضر شوم یکیون تاش عمال گیر شوق
گردید، کہ خلوتے بخوار کے با پیور دریں ہر دو بیانیں فراہم کرد، لہذا سرو فن می دارو
کہ رستہ پڑا را بیه فری خدمت را وہ صاحب رسیدہ، و جناب ارشاد را اداست علیے
من آنکا ہانیہ، خواہ آنچہ فری خواہ اولی شب بجناب سای درا و صاحب بہ کلیہ احران
را قلم قدوم رجیہ فرمائیں۔ دریں ہابہ تعاقل پہ میاں نیا یہ نیا وہ جو نیسا ز پیچے گذارہ
طاصل اسد اشد۔

بیت پنجم (۷) پنجم پنجم

شندو ما معا دام تجدہ، حالی تقریب پیغم طربا پر فرخانی نہ گشتہ، اسید کہ
از کیفیت زمان و مکان بیا کا نہ۔ دیر قدر تباہت نہ، یہ فواب علی اکبر خان کو دم
صید دا ز شہاسه اوسست، از ہر گلی رسیدہ است: بیان اند در جابر اسے عیادت
طلیبد اند۔ می خواہم کہ روم، وہ سفہ در آں جایا شم۔ ہنا تاک از بر اسے آں می پیغم
کہ اکھر چہار شبیہ حال کہ پس از پنج روز می آید، روزِ العقاد اکتوبر قرار یافتہ باشد،
در فتوح در نگار، کھنم، دریں ارجیہ ارشتہ روم۔ واجیا بنا اکھر محفل اعلیٰ در ماہ رمضان

درد، اندام بارش در نزدیکی پرست . . . ایک برانگیز حمایت کو اور یہ عالم کی خواستہ اضافی
منز، راستہ بے اطمینان آور . . . سیپی سار، از دن بیانہ نیاز، اصرار ایمان

سچے دن بیانہ نیاز

سپری آستانہ، بسرا فرازی نالیں، سیدیہ، وصال و شرائی سے
چشم خود گردید، بحمد، صرف، تا، بیان افراخ اب تک گیری خشت، چشم رنگ دیے سے
اعلان، داہنگشت . . .

امروز جناب نہ ایک گاؤں نہ، انکو چھڑکی عالم ان بیانوں درد ت افزایست
کہ درست کوہ خاکساراند نہ، بزرگ، حداصل، ای زیر، ت خواجه، رامنیب مشق خواہ
ستقیم صاحب سلام تیار، سیدیہ، دیچ پیغمبر مختار، راد و گورنیہ باوا ازاد اسلام

سنت، سنت، سنت

عاجز نہ ازا، والا نام، سیدیہ، وحال حالی گردید، من آں نہ سے خواہ ستم
شانز، سیم یہ مغل ادا کنم، نریا اک دل اپنی خودیں چنیں ندیدہ ام، کہ در شادی لسم احمد
در زماں طلاق و میانس بہ دست طفل جنسیت دیتے ہیں، آئے سے بہ تحریک ختنہ ایں چنیں بہ عمل
دوں، نیکوں، در شادی نکتہ، سیم در دیا یہ خوشیں یہ دم، بیکے آں کہ
، خانو، راسکو، اقر، دس ستم، بیک، پر خداوند، دیوب، اعتمام، ارالن، طلب، پیغام سے
، بی دیوب، دنکل، دو، اینی شر ایما، بیک، باتفاقہ طریق شکون نہیں نہیں تی خوشنیدہ
ذکر، سیما، ہر قدر سیم تقدیم، مانو، دیوب، بیک، دیوب، تریک، بیک، بیک، بیک اسال بیو
و تباہت، خانہ کے سیم پر، اس تباہت، سافر، دا سبیا ب، دا لالات نہ دارم، ہر کمینہ لفظ
، خواہ گذشتیں، ایم ترست اور، یہ جو زر نہیں جناب در آں باب نہ
، ایک، سید، فقط۔

سب اشخاص سلسلہ اگر، احریجی رسمید، رشتہ نہ یو، من ہم تعلیم
، ابرام و مولانا؛ اگر، نہیں، نہیں، افتد، تھی کی تھی، تو سلطان میا،
، گر، نامست رسمید، اس، اس، بخوبی دست ایم تو پیش بہ خدمت، ہر لوگی اعلیٰ
نہدم جناب، سدنا، ایک، ایک، دنکل، دنکل، دو، دو، دو، از طریق نہ وغایہ
سدنا، پاچیں، سار، سید، سید

مولوی) صفات یہ خود وحی ہی فرایند، ایک قدر ہم موڑت ہر رضاۓ جنما پست، اگر
بے خاطر بگزیر، نیما درد، بع 'صلاح ماہمه آنس'، 'صلاح شاست'، زیادہ نیاز۔
اسد اللہ:- سد۔

(۱۰).....

قبل من، دو شالہ سیز کپ پریش، از ملازمان آورده بودم، اینکے پر دستیت
کھاری اسد، رسید باد، لیکہ نیاز تامہ موسویہ چناب فیض الدین حیدر صاحب
سلکمہ اللہ تعالیٰ مرسل است، یہ تو پھر ملائیے از ملازمانی چناب سماں از فلکو بایہ
گذشتہ باد دیگر آں کو دھدہ داشم کہ پرگاہ ہے بلے نزلہ و رکام بتلا خواہم شد،
پاشنگ گیر مذاق پوشناک بالتعلیٰ پرش معروف است، خواہم شد، اینکے آں نزلہ
دآں رکام، آمید کہ بقدر یک قلم از آں مرگ عذایت شود، تاد و سدر و زیر اگلی آں
مبادرت ناید، زیادہ نیاز۔ اسد اللہ،

(۱۱).....

دالا تدر، اور ای جام چنان نارسید، معاہی حالی صاحب زنیلہ نظر
(کذا) دہلی رسیدنے پر، معلوم شد کہ ہنوز دلورست، اگر از آں جایہ چناب بھیجے
و ہو دھپور رفت، دراز یا یہ تامعاودت ناید، اگر از آں جا پر گرد و، ہر آئیہ زود تر
درستی کار منصور است۔ بالجلہ آں اور ای رادیدہ، ہم چنان پہ جاہی فواز نامہ
سپردہ شد۔ دو شالہ تزیہ دستی دے فرستاده آئد، خواہد رسید، زیادہ نیاز۔
چٹا شاست کہ ایزا سے مگل رعناء هر ایہ یاد آئد، دنہ چناب فرستادند،
دایک تیز بی تحریر علیہ نہ اہ خاطر گذشت۔ اسد اللہ۔

(۱۲).....

تبہہ ہی بارت، چون رفتن چناب پر اونگ کانگ نوا (کذا) اتفاق نیفتار، دوام
کہ چناب را استیتا تی دیوان فقیر پیش اور پیش است، ناچار التجاہ تو ای صاحب قبلہ
و کیمہ میا، تاریخ قوای، حسام الدین حیدر چنان پیاو کردم، دیوان اسے کہ چناب مدد رج
مہ اسے خود ہب شووت تمام فولیہ مانید بودند، بگہ ای طلبیم۔ ایزد تعالیٰ تو ای صاحب
راس، الحمد و دار د کہ قطبان ذوق خود رواد اشته، آں اجزاہ من بخشیدند، چنان کج

اک اجزا یہ خدمت فرستادہ ہی شود۔ بہ احتیاط لٹکاہ باید داشت، وہ بہ حیدر آباد رسیدہ جلد ایں اجزا مرتب باید سانحست۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

سینے (۱۳) نیت

عالیٰ جناباں دائم لطفہ، کھار بہ فریقہ عبور بریت نامہ، پہ خدمت ہی رسد، اپنے کھیر رحم ملی بفرمایند کہ دستار از دستار یہ کھارو، بہ خدمت غرہ از کھارہ دستار بیدار خدا۔ زیادہ نیاز اس نتیجہ نیاز۔ اسد اللہ۔

سینے (۱۴) نیت

جنابِ عالیٰ۔ چون امروز رہنمای ہاں آور دلت زیادہ مل زمان ماندہ (۱۴)، اگر بہ خدمت تدریسیدم، ہم از حاضر انم۔ امجد کہ اجزائے خلاصہ، تو آپ سنتیہ عالم علی خاص صاحب رقم کیندہ ہیمن فریضید۔ پہ شرط یقاسے، حیات فرد اونگام شیم روز بہ خدمت ہی رسم۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

سینہجت (۱۵) نیت

خواجہ جیل الماقب، رفع الشان، مخدوم و مطاع بندہ، جناب خواجه
محمد حسن صاحب زاد مجده۔ قبلہ من، ہر چند مطلبے کہ زبان گہر فشاں پہ گوش
و میدہ است، بدال نیز و کھانہ برایداں تو ان آر است و سخن را در شرح آں دراز
تو ان کردا، دعیارت رنگین کردا، دوہنے بے ذہ استغفار، دعیارت صرف سخن
از مطلب باز انداز و مکتوب الیہ را در بیچ و تاب اندانخن است، لیکن اگر فراں بجا
نیارم، خاطر عاطر بذل گردد، بہرہاں سطر میے چند سار، وہی دار رقم می گرد و ہبہ اپنا
”پیش ازیں و نقطہ عرضہ اشت از لکھو، (کہدا) سیکھ بہ فر درود و رآں دیار“
و دیکھیں ردا نگی از آں مسحور بہ حضور مکرمت نہو، ارسال یافہ، اغلب کہ بہ نظر بیک
”اٹر گز شستہ اشارج کو الف من درج گئہ تباشد۔ با جملہ عورتی کیش بہ رہ نہسا لاؤ“
”ابال خدا یعنی بہ اس تقبیل دلہما نے مستقبلہ بہ رہا الحلافت شاہ جہاں آباد“
رسیدہ، از ربیخ سفیر ڈاک آمدیدہ، در سد و آفست دہ ماڑ دہنگ سفر ترتیب
”داد، دہ گر اسے نزول مقصود گردد، و از عالم تکون بندگی، بہ راخواہی آک ہو“
وہ کھوڑن بغیر ندویت تھا، نہ، ۱۱ جا ۱۱ جا ۱۱ جا ۱۱ او خن بہ اٹسار

”پر اور صاحب قبلہ خواجہ فخر اللہ صاحب حالی راستے عالم آرائے خواہد گردید نہیاً“
 ”حدیادب - نیر و ایت واقیاں از شرق جاہوجلال پر فردیت جادید تابندہ“
 ”و در خشندہ باد - قشم“

”سال اللہ مکر، عرصہ می کرنے کے مطلب مختصر است، درجت مختصر اطلیل یعنی جا
 داران الرعیب عبارت است، اما در اذواق الشفافیہ اور صاحب خود اختیار دارند،
 اگر کیک دو نقطہ بیفرایند، زیارت ندارد۔ و اسلام والا کرام۔“

سیمت (۱۴) سیمت

یا اسد اللہ الغائب یہ والا خدمت رفعت درجت خواجہ صاحب جملی لمناب
 عظیم الشان، مخدوم و مطابع نیاز مدنی جناب خواجہ فخر اللہ صاحب زاد مجده و علاوہ
 منظور و مقبول باد۔ قبلہ حاجات، در آغاز نامہ دوست را ہم گروں مائیگی ستودن باہم خوا
 واپسانہ گرے بودن است، ایں نہ مرہمہ بیخون سازان مبارک، و در نور دنگار کرش
 سرگردشت حرف شوق بنشستن نقاب پر دے شاہد را ذ فوہشتن است، ایں
 شیوه پر وہ طرازان ارزانی۔ گوئیں رہشیے کہ نامہ نگاری راشاید کنشتن
 از گفتن آں مایہ دور تر نہ رود کہ سراں ہر دو رشته باہم و گونہ تو ان تافت و لکش یک
 در آئینہ دنگر سے تتوال یافت۔ بالجملہ ہم جو ایں کہ دیدہ رائی نہیں دار، جسلہ شاہد
 ام عاخواستھے چہ روز ہلے سیاہ کہ نہ دیدیں تم و باد افرہ ایں کہ پنجھ راشانہ ز لصیف
 لیلانے مراد نقش لبستھے چیز بلا ہا کہ از دہر نہ کشیدیں۔ از بیدا دسطوت عد نالاں دسینہ
 پر دم تینغ ماں یہ کلکٹہ رفتون و عمرے دراز دراں بنو کہ فراخ در کشا کش بیم و ایم
 دل تباہ زیستن و انگاہ بیوں دعاۓ ما مستحاب پر گیریں و ہو، بلا ہے ناشانہ د
 و پاسے ناگہان یہ وطن رسیہن، کمیزش حکوم ستم پیشے باشمن و گاٹھن، پرس شیمہ
 کار اڑ رستت در کسی یہ آنکھ پر تریپرستگے و فرزو فتن بیسا ریزہ در پا یے و هر دا ہی
 مستر اند رو اسٹرائیگی یہ ہر گہ ناگہان در آغازہ از دیں در قیہ جو لوی شمس محسن از میان
 ده ہنگامہ پامان آنکلم دعا رض گشتن ایں پنڈی اخراں دیتے پر ہو ہر صحت حال و آبی گشتن
 کار اور کشا کش امواج طوفان ایں گونہ جو اداث اگر خدا ہے بر اسی تینا بگرد ارے
 و سرا کسر برضھ دارستے بھر ہصفھ کروں نہ ڈیرو، وہی ہنرا نامہ اخاگم گوارے ڈھر دو۔

محمدی خواہ جو حسن صاحب تیرگی روز سیاوناہ سگار دیده اند و غربت من در وطن
تماشا کرده اند. ول از آن میزبان بے و فایان نزدیک بزم زیر آن دود را از اخلاق ایں
تاری خود را نشید رنگ آن رود. حالیا برآم سر که اگر کسی از جاه مدنی هندوستان
په من پر داد و به هنجار اند از نگاه داری دنگوی پایین شناستی مراد پرسنے خود خواهد
ول یعنی چاک طریق دل آوری چو در شش بندی در خوبی تیری سایه دیز از قدر ایش کشیده
و رنه قلند راه از سرای تیره خاکدان په خیزی می، و گرچه جهان گردیست و سراسر آفاق
پیش میکمی - ول به طوف آتش که دیگر میکشد و دیده تماشا شدیه گر خانه نام سه شیراز
می چوید، چنان که شوق درین پرده بدین آهنگ فرادران را زمزمه اراده
غایب از بندوستان بگزیر فرضت هفت قشت در بخشش بی خوش است و در صفاهاں گستین،
سرطان چند پصنعت لقطیل از رگ لکاب فروزان بده، ول نزدیک من ناکی شید جلوه ای
کرزه گردیده است که عذان این ورق یا لمعه مگلو معلقی؛ لقا می سییر بناه، قبا ایں
عالم خادم رستاگر گرد و اگر از کنگ لکب مگلو زمان فراق چرفت و فا از صفحه خاطر
نه سترده و در صراحت استخانا کسار یهایست، غایب مشت هنام از بیان نبرده باشد
همست درین نباید داشت - دا شلام دلاکرام، از امردان نگاه شنیده و سیم
مر مقان شنیده بچری -

(۱۶)

قبله من، عحایت نامه رسی، دحال حال گردید - پنجه، اه رطاعم امروزه
دو عذر بصر کاست : سیچه این که به شب بیاد رفت، اکل غذاخی کنم پر گری،
ا امر فدر روز یک شنبه است، از اکل لحم اجتناب دارم، و اگر پیش نموده
بر طافت مأده می ششم، واستخوان رینه و کبابی نمی خدم - اینید که به هر یاری
حافت دارم، گر بر اسے نمده قدرست از ادعا ش رکی ایکا، اند - ذرا به وقت
صحیح نمیست رسیده، و پیش خود و دختر خود نهایم نی دیه، پای انته به زور ورق
خواه شسته است، دو اخ خواهیم شد - ام، نه تن نموده بخواه، خود اصلان نموده است
و دل نیز نمایم ایت الذین ایه ساره ماء ایه ماء نه نه

----- ۱۲ -----

ایم زندگی از دنیا نمک دارم که توانم صبور نمایم

خیر گیتم و لطفت مقصود سلامت بہانا کر بے اشراق ضمیر فرار سیدہ انہ کو فلانے را شکوہ استقاد فرقہ فرقہ است داندرو بے مرقا و استان داستان ازیں حاست کئے تاہم فرستادہ انہ دنیوی نوش دلی دادہ۔ ما نیز لب ارشکوہ فرد بستہ ایک دنباں پہستائیش مریانی گشتہ۔ خرسندی خاکسارانی کے جھیت دا بستہ پہ سقایہ کیا ہیست دشاد مانی وارستگانی عالم الفوت پہ بند پیسش گاہ کا ہے۔ کریمی جناب مولیٰ سراج الدین احمد صاحب یہ ہم زبانی مشقی آغا محمد حسین فصلہ در استخارہ ازہم تو دینی ازیانی بی جناب تجویل سامنہ فرمودا، می خدا کہ در ذری چرگنگ ازشی دل را بدل از نژاد ہم آوازیا فتح ام چونیک داشتہ ام کر تنا خلیہ عذر و نفر نموده، و مہارئے مائی دوسرے بود، بل کہ در ہی دادری عمار باخ لشتم کہ پر افراست از کفت داد، وقت دوسرے میانہ۔ لاش دوستو در ہماں چکر داشتم، تا رسکلی پیشہ ایا نا دی ہم، چرگنگ کو دا ز جانب ہوا بساط پورش گستہ دستے۔ پورش پر شد کہ، میر پور کسی ہائی من فرما یند، و ہم خود از جانب من مذہرت، خواہ تو لشتم باشند۔ (السلام واللکرام۔ عطا خیر اسد اللہ ۲ از ر مختار

۔ ۔ ۔ (۱۴) ۔ ۔ ۔

محمدوم من سلامت، پہنچتا ہاست کہ پوری آزادی کو گوش از شہیدن پورم است۔ پیشیدہ خاند کہ جناب نولانا سراپا الیکیں اندر قفلہ العالی چنگیں ہے دامن است، ادد زدہ، مرا انلوشیں، وہ شہیدی پر بستا لاب پر دہ بودند۔ گما ہنا داشتم کہ جناب خود میزہ تحریکیں سیر و تاشا آمدہ باشند۔ ہر چند من و مولزادویں آرزو یہ وہ ایسوہ خلوت از ہم شکایتیم، اسکو در او ملا زمانی شروعیا قیتم۔ بالجہلہ لختی از دامن گھریا خوشیں، دعائیں کرچا، ہندرست تر سیم، وہ چنان پارہ از تغافل داستغیبیو جناب در دن، پڑا کوئی پیشی، تاکم کو دریں وہ جو اوز وہ رعد خبرم نہ چھوپنے کو فلانی را چیشیں آمد و گیا، خفت۔ یہ سر تک سلامت، باشند و بور جاند۔ قسطل اسد اور

۔ ۔ ۔ (۱۵) ۔ ۔ ۔

محمدوم و مختار من سلامت، اخرو رکھا بیساکی آب آورد ان پہ لعل ڈگی۔

رفته، چو یہ پیشی دیکھا اسیتے، چو دادم دیگر درست بکری نہ دیکھدی، ناچار کروکر کھا
و ابھر دیکھو گئیں۔ اس سماں پوس برستا ہے اسیتے۔ جب تک باہست دکھ ملازموں از
طغیان دیکھ دلیں پا اور اپنی چام بہابا کو کوڑ کر کارتا ہے بس دکھ حالی زریطیک
دکھ، دکھل از اس اور اخیر دیکھ دیتے ہیں پس اپنے خود دیتے اور اسی دیکھ دیتے کو دکھ
کا دنیا ہے فرستے اور اسی کام چنان دیکھ دیا کہ نجاح پر دنیا ہے نیاز، فقط
امید کرنے سے۔ دست دلتم کر کھیں، دلتم، خشنوی خزانی رقم فراہیند کر دلیں
شور یہ بیار اور بہان را پیش بیان کیوں۔ الشکام خیر زمان۔ اسراء اللہ۔ فھنا

پنجہ ۱۱۷

قبلہ من، شد انہم از صادہ کمی ایکٹ است یا در دلخیزم خلیل است که
ملازموں دنخ دست گاہلین سایی را ملزم دنخ دست گاہر نہیں کیوں دا۔ امید دنخ دست کہ
پھر دنخ آدم من کو رسد دجا فردا تاکید نہ کند، وہ برداشت ایضاً ایضاً دنخ دست کہ
نیچے ہا از ہم فروریتی، نزد من آدم کیا تاکار سر انجام دهد۔ یک کھارہ دنخ دست گاہ
با خود دادم، اذ دیوار دا ہلی دیوار پیگاہ۔ ستم است، دریں تھائی دلکسی مشہاریز
چارہ ساند تھوڑا من نہیا شید۔ سر تو کہ جانند، پیش حواہ کو اور کہ نیچے بند رانیا تم
حرایشیں بند کار نیسید، دجا فردا لفڑی پیدا تے، لیو نالیا، کھیڈی، نزد من بیا یہ، تا
شیخہ ہا ب، قویس پارم، دل طور اپنے، سستی مغلی، ارم، ب، دل بخدا تم، تاکار دا ان
گھردے۔ امید ایں رقب سوا، بہ امالی لزدی دو، دکھو چتے، مساعد سشہ، سر شب
بے ملازمت نہ ایم دسیبے۔ بہرال، فردابا مداراں خافر دیمن، باید۔ نیادہ ھڈا
اسد نیخان، دنخ

۱۱۷ - جست

تلہ نہیں، دل نہیں، سر نہیں، سب سر نہیں

دیکھ، دیکھ
و دیکھ، دیکھ
ا، دیکھ، دیکھ
ب، دیکھ، دیکھ

ربا یہ کہ اگر فی نفس الامر در پی امری باشد، تو در سایہ اس فارغ و لاآبادی و اثابید کہ کس از رازش اگاہ نگردد، کہ مثل شما صفات دل و فارغ بالی نگردد، کہ با وصفتی طبعی و اندادی خود را در نقطہ مردم اخاذ و طلاق کر رکھدے۔ مدعای اینست کہ برسی گردہ بینی حکما گذشت مصادقت کیتیں، دیگر از تجویز خود، دار خلصانی خود بیم تاک انگارید۔ اگر عزم رسمیتی ایں دیوار دارید، خوش استیود۔ ہرگاہ آن خواہید آمد، جو چشم خود خواہید دید۔

از حالِ خودتی تو اب بعدی علی خالِ خرم نیست، بیوی ازیں سرا کسی بھی کہ از بین و سارہ، شکریہ نیک و خطرانی شیرین اند، جوانی نامہ، کاری نیافرط اور تو اب صاحب را کجا دنایم یاد آویں دل خاکسار است. احمد اللہ۔ فقط

ستہ نمبر (۲۷۳) بیت

مشکوہ بپروانی بپروانی، کارپس کارپس ای ایست کہ بخیریہ آید و بخیریگنج، ناجاں نیچہ بند را پر جانو و جانو را بخدا سپریوم۔ فقط۔
خشنست خیر و غافیت تو را عین محمد علی طال، احمد عمرہ بغیرست که جان بیاراد دل بیساید، پس از آئی رقصہ خود را سرتاسر پہنچانے میکند و سرایا کی آن بلکہ روند و انگار، بیانی خوشیں نقل کریں، اصل مکتب را انہیں پیدا نہیں دہنے آپ و آتش دہند۔ زیادہ خیاں، نہیں۔

ستہ نمبر (۲۷۴) بیت

ذمابد مراد اخوب دا ای ای ایب ستد و شیم بچیں لالہ ز، و کرم ن او عنایتی، لپس از اعلانِ انتظام شیوہ اسلیج موردنی ایں کہ بوجعہ شری کر فرستہ دویں یونہ، از اندر کاشت، او تا دینہ بہ سواد کیں بیاض اکشنا کیشت، و جیرتی خیر دی و داد کی قیمتی کی، و خود را فائدہ لیکن، از آنچا کہ دنایغ ہنگامہ و عزم تحریرید اوری نامہ نہ داریم کہ سفر طارکو دا ایم کرداریں صفحہ بہ آماریشی عبارت شکر ایم و مقصودی جوابیں امتحرا خاتم شتم کم نامہ کو بی بیتید بدانہ کہ مارا انتظامات پر جواب دندیں و متفاہیلی نہیں تھے۔ لکھنہ هنفیہ دوڑا اور اادر اوقی عرفیم دیکھا کر ایں مضرع

دھنگارش ای، از بیانی ٹرکاں، بی بی ای،

دُنیا جنیوں پر شتر۔
کوہم آکر ناگزیر شب انہی بانہ دادا
بے سعی است، اپنے کلاؤز - ہیئت اور داریا کی ختنوں "پھٹی داروں" و کوہ کاں کاں ہائے دیکھ بیدار تک دیتا، وہ بودست خطیبندہ گذشتہ است
لیکن پیشگرد کو مطلع نہیں تھا۔

تازتا سے کوچشم دی اس انہی آئی
مکالمہ باور، ابھای مرگاں

آشرا نیست:

دُنیا زال نال کوتا شب انہی بارے دادا
بے سعی آپنے مرغائی سحرخواں زدہ،
کھاں کھشورا غلط و اندہ، آما قلط نہ خو نہ۔

و یہ یہم در آن صحیحہ مندرجہ بودست کو گذاشتہ و گذشتہ و پذیر فتنہ بزرے
ہوڑ نہ شتن غلطی املا است۔ نکتہ شناس، غلطی املا و تحریر تو ان گفت کہ ادا بدان
نیا شد و سہو در تحریر افق، حال آکی کو تھیت ابراسے مکافی و دریفی خوشیں تمام است،
اگر بیدار نہ از شادی نہ بایں؛ اگر خود اگر نہ از اندہ نہ نایم۔ طرز تحریر راغطی املا
غلط، سہو۔ اگر غلط، تحریر نہ خود تو تھیت۔ با جد عامل املا آنست کہ مشاول ایضاً
ساقیوں نے ہر نشانہ شالش، ای پروفسین جملہ بولیں، یا ہم جیں اعتراض را
لابڑا کو ہر ہزار دن قبیلہ، اب تک ترست رقم نہ، و قس علی لہذا۔

عن خدا کو حطلبہ از تحریر ایں و اینہ عنوان شکریت نیست، چنان لکھو، در صدر
نامہ تحریر دادہ ایں۔ خاصہ فرمائیں و ہو ای افستہ کی خواہ، سید طاوس۔ دو دیبا
بیوی ادھیش نامہ پیوں، قہنا آبیش اسراست۔

ج - ۲۶۰ - ۲

۱۔ اپنے دیوں دیوں بیدار دادا، دادا نایا بیدار فدا
لکھوں، تھیں اگر ماں دو دندوں بیدار، دیوں شہریں تو مل کاں انسد - پول دیوں
و ہنون، دکھ بائیں، ابھی بیدار سیدم، دیوں بیدار سیدم، قون دیشم

اُشوا رَاهِلُهُ الطَّفْلِیم پر دُنْرُیک شِبَّنَہ باہم و مگر تو دینے بہ میان خواہ کہا۔ نیا وہ نیاز۔ اسی کہ از حالی مرزا غلام حسین اطلاعِ چخشند، ویکھ از مردا گھنی مکوب ڈھنکہ بیان کا ہاتھ نہ دیوان ظہوری علیہ الرحمۃ اندر کہ بہ خواجہ سقیم صاحب رسیدہ باشد۔ والسلام واللکرام، فقط

سے سے (۷۶) نیشن

قبلہ من، سیاس ایں یہ مہ باتی کہ پس ان عزیز ہے یادم آور رہا یہ جزویہ سپری کر دین گئی تو والی کو کرد۔ دامن کے اذ غمرا اندر کے ماں دہ است، ہر آٹیہ آں سپاس، ۱۱ لگڑا، دز، آں چائے قلیر والی کرو دا زکام دن بابا نہ در گھشم و ہے غفران والی بیان کی تھم، ۱۱ کار، از، دن بیانی کام دن بیان او اکر دہ شود۔ پس کہاں ربابا، چڑو، ۱۱، دز، ۱۱، دوایہ نامہ سعادتگنہی، یارب دریں باند اند وہیں ویڑو، ۱۱، چڑو، ۱۱، بیان بی فر، شہزادی ارجمندان (کذا) دعا رسیدہ یار، فقط

سے سے (۷۶) نیشن

نیشن، ناپلیسا رہا زست میاد و ہج و ناز کت آذ رہ گونڈ باد
قلیلہ کعی، ناہ کو یہند آنی پیش تکسی صیغہ بہ تو سلطنت حکم صادق علی خالی
بہ من رسیدہ اصلت، خوار پاشن نہ گواہ دہ یورم کہ امر دز چارم ستمبر دندا نام پنڈا
بریج الاڑل ارسٹ نامدا زنچنے گیا کیاں، مولوی سراج الدین احمد رسید، یہ
انکشافتی، حالی نام سازی گڑائی دیا، ک ان دہ ناکم ساختت۔ پول ہم در آں دل کوش
ر قیم طراز دستم، امشیت، ۱۱، ۱۱، سیر قلبہ صورت دے، نیزرت حکم احمد علی پارہ
افاق تو واسید فرائی دستم، ۱۱، ۱۱، دستم۔ واللہ کہ ہم پر قدر آئی رفاقت صراحت از
یقورم المرضی دستم، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، اه اظر قلیع خواہیں میداد زور فیض بخت
خواہیں، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، دنامہ دن دن خواہیں، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱،

و رنگ، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱،
غم افتخاری واد، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱،
ہر چند و، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱،

چی غصب است، و اللہ ملی سالیست کی آں نہ رہا، کہ آزاده در حق خاک **لشکر**
تو اندر بود، خاص دنام ایں بقعہ بسیب، آزاد مرد و زن ایں تیرہ یونھ مردم خواه بخا
دارم کم چوں ایں رادری بہایاں رسدا، بہ بہانہ ازیں شہر کیم دلکش را دریا گیر
عزیز از جان دعا بر طول عمر افزونی دولت مقرر دن باو، فنا

تہیت (۴۸) تہیت

پشت پناہ **لکسی** ہا کر من، دلم ہحال محمد علی نما، و براوشن **لکھنؤ** است
ایمید کہ درین شبیار و فرستویافت باشند، بہ فرست نما لد، بہ فرست جاہ، دترست
و مندو از پیغ و قشودش بجات بخشند، فنا

تہیت (۴۹) تہیت

نو از شناسد و روکرو و آبرو ہم کارویان از، دل بس طلب را ازون
ملکت اکا لید دعوی میسا خست، بہ احیاط ملکو داشتند ام، بہ عاطل تو از روکرد و فرست چند
باید کر دو، و در مقول مشاعرہ آئیدہ بہ پانگ بلند باید خواند ناماہلی ایکن بشنویز، و برسو ای
معقر خود گران مائیچی معزض بر بہم اشکاره گردد، دیگر اذ سپاسیں عذایت جناب، (ش)
لقدنات جناب سلطنت ایز ایوالها سهم خال حاصل پھر شفہ دارم کہ از خو صلی کا
وزمان بیش، ناچار آں راحوال به دل و جان کر ده ام، آداب و سطیح و عرض سپاسیں از
جانب ایں حقیر حق شناس بہ خدمت عزیز و امیر، فنا

تہیت (۵۰) تہیت

ایمید کا ہا، محبت وی و نہ گرد مالکو بیشتر نیفتند از، فارغ علم بہ پیراں نہ بخوا
کد مر اول دریائے کنہ سانہی باشد، عاشق پری، نیفت ایم ایں دلم خد عده، بیان بخوا
دیکھو بخیم اذ باب نہاد، و مدار ایم، نہ، خان خانہ بخیم، بخیم کو
غافل بر شور بیده بیال چند دیر ایشانه ایم ایشانه بخیم، بخیم کو ایشان بخیم
و ایشان ایں عذایت بخیم دن، ایک توں هر دن، دن ایک بخیم دن، دن ایک
تر کو بخاند و بخیرت من، ایک ایشانه عدا دن، خان خانہ بخیم، بخیم کو بخیم
بلعوم بخاست، دیکھو بخیم، بخیم ایشانه بخیم، بخیم کو ایک بخیم، بخیم کو ایک
بخیم ایشانه، بخیم ایشانه بخیم، بخیم ایشانه بخیم، بخیم ایشانه بخیم،

سکرہ سخن تھیم، آتا ہے انسانی نہتھا پوں گوں کچھ شکایت نہ دارم۔ بخشنست بزرگ بانہا تھا وہ
کو فلائی قتل ۱۷۰۰ء۔ نہ اج کوئی عالم برس شوریدہ ابھن بامن معاشر گردید۔ لیکے
دابر دو گھنے آورہ، ہر ۳۰ سینہ زیون وادی سخن شمر دند۔ پوں دیند کہ طوفانہ بستم
درست بہا اپنے میشور، یہ گھنے شاستیم، فراہم شدندہ، وفیل درج راطرح دادہ،
بس اٹشتر لیج پنچا سخن۔ وقہ، فقار پیادہ ساختہ، دھڑہ ہر اپر ششہ رانہ اختتہ
مشت ایز درا کر آس جد نہ دو دو رائے، دسر کو یوں گشروع طب سلیمانہ سخزی نیست، اڑیں
عوپہا م چہ باکر دادے، اس پہنچا س ام پیغماں
۱۔ ادار سیکھا، کہ نکن اون گہ اڑا

آتا پوں پر، از اس تو بابہ ایں خطاہ، سبیں، دادی اپنی جو بیا بہ بنشت گھری محیط دلم از
ازیں دادی برا اسناست، دھاڑنے لیا غم گھیر، گردید، جیں بہ خاکہ عجس سود نہ پذیر فتنہ
راہ پوڑش داعنڈا، پیکریم ہر جھاٹے نہ بخشنست۔ بھیر تھم کہ پنڈ کان ابھن را کلام خدمت
شاپستہ بیا اکرم، دخور سین نندہ بیاشم۔ ایں ہمہ خوتا بُدل است کہ لے خوت
ازلب دکام گرتا وو، دھکو از جلوہ مدعا نہ ارد۔ آن کہ اینک محتاج بر اطمینان کنم
ایں است کہ اخترستہ سان را لئیہ بیست کہ تو گوئند نظر عداوت سوو چند ان ضرر
نہ اور، و قتلہ نہ، نوس لفڑی نز ساند بہ اٹھ، و جلال ذات اقدس الہی کہ شمارا
خیلے پا کھیڑہ گوہر، سیک ناما ای اویہ ایم، دمرنہ اونھنی بیگ، اگر اذیں نسبت اضافی کہہ ظاہر
دارند، قتلیعہ نور زا۔ نار، فور، بہ اتفاقی وہاک، نادی شہادیکا ہم، وہ نزاہی مزرا خاص
ہزادت شما ایہ، اذ ملوہ رب پر کاٹ ایہ، دیار تو دا غم، حال آن کہ عدادت را پچھ جنجا
و خصوصت را پچھیں۔ میں اکہ علتو در بیانہ غیست، وعدا دارت، خود از اعاضن است شہ
جو اہر۔ گہ، مار، یاد، ایہ بیت، ای پر قاست۔ ساپہ دیوار، افت ملازماں بستہ افادگی
بیا راستہ، ایک بیت، ای دیکر، کی، و احمد اندیشہ ہم پار د، آنڈ دیکھا
چارہ دی دامن ز، دار بیشان، د، ۱۷۰۰م صافت، ایا بیم افسست کہ اگر
بدال طاقت نہ، ای ۱۷۰۰م شد، بیجا، نواہم کشیدہ، تادیدہ نہیا کہ نہ خواہم دید
حقا کہ آزار، د، مترشہ ترا، ہر، نہ، اس، شہ، پر، ہا، ای، کلیہ ثابتہ شد، د، سما
ضھیر، ہم د گہ از کر دو غیار بیکانی رفت، دروب یافت، نہن از دعا کو سر ایم د پر دہ از

روی کار بر گیرنیم کہ اگر تم خانگی من بے خیال دوامِ صحبہ را است، آنہ دو وصولت نہ خواہ بست، چہ پگاہ دیتے، نہ فرنما، بیکاہ یعنی آخرین بیان کرد، بیکاشت، شب از برای آرامش و آس سر است است زانہ بیرون نہ دن، یعنی در آخر خواری دول بجھی من است، چہ پسی بے مالی من باید گشید، که، پیکا، اندھہ دوام و ام، ایم چو شیخو پر سر خاب رہا گدیدی، و تک پار، اکر رُختہ ایم و نوید جوستہ نہ دارم، تا کا تباہ رفت، نقد پر بکسرم چوڑ، نہ اندر، آنہ دارم، راجعون پر مایہ آزاد و لامستہ لکھتہ میتھا اس سفر اور گھم نیست، اندام کم کر، و بایان پیو، ایم، اندھم دم بیو، و گورہا فرسودی۔ اگر دوسرے ماہ یہ سایہ دیوار شہا آسودوم چو دو، م بریو، کہ پیو، نہ سمع در پیش است۔ بالیکہ رجھوپہ ازین نیست، مراد، اب نرا بچہ اداک اذنه و قبیلہ، پھر بختیار نہ غربت چاہ دادہ دب خاک سپردہ انجام نہ۔
دوست غم خواری میں میری سی کی فرمادیں گے کیا غم کے بھوتے تک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا اللہ لبیں ماسوا ہوں، فقط۔

سبت (۳۱) سبب

ٹاکسار فرازاء گھری نامہ پیر ایڈ ورد، یافتہ، مسلمانیت حال سائی نیا شہر گھوپیاں گذا بر این دھا ساخت، نالہ سپنڈ پیے قراری سپنڈ ازا بلہ بیانات سنتے دا کنار در پیلات گنجائی گتا درد، ہر کراپے قراری سپنڈ با دنیست گو بیا دستیز سپنڈ بزیر روی آتش، بیزتابنگو دچھ گونجی ہو، آئی پئے قرامی، ہن، مشہد، بند قران سیجا جا پا لذات نیست دھلول اثیر بر ارت نار است، پر کاہ قائل من سرگہ شستیں اشعار کی جائے نا کر دہ باشد پیاس کے گوید، "تاذیم روکی اشیش" پر، مغل، مهر عنا فی درست جا، در دار خواہ بود، "مانیک سید سے ترائم" آتا ان، "سے دخیر، باز کمیں، "مانند سپنڈ بر شرا، سپنڈ، "سید، "بید، "وہ پس نہ، "سے دخیر، نیتیں دا گوچر خزار اگر نہ خلافت دا تختا بہ دو، "پراکن سپنڈ بروز، "سے دخیر، دستے از اخنوکری جسد دخور را فی بازو، آں مایہ ملیں اس بیار دکھل، "سے دخیر، آرٹل سیپاہ پیے قرام، مصیر کی دلنس خوشی نہ نیتیں، "پراکن، "پکر، "آون، بیٹھا، "زیل سیپاہ (وجود دا تشریف) نے تاہ است، اب مهر، "ادبم روکی اشیش،

و رفاقتیں پڑیں کہ فرمادیں کہ اسی فریب نامہ میں نہ کوئی کار خوبی نہ کروں بلکہ اسی نہ کروں
باشد، پھر آنے والی صورت تھی کہ اس سینہ پر ۲۰،۶۰۰ روپے کا دماغہ اگلے دن اٹھا شد
تھا لیکن اسی تاریخ دنیا کو اسی سیاست کے نزدیک بے نیتی و نیکی کا سیاستی مہم جیسے سانید
کلم کرنے والے ایک پیغمبر اسلامی میں مذکور ہے کہ اسی دن ایک دشمن اپنے ساتھ
حضرت علیؑ پر ۲۰،۶۰۰ روپے کا دماغہ اٹھا کر اسی پر کوئی پیغام نہیں
کرم اور ایک خواہد بارہ مامور سیاستی مہم کا ایک دماغہ

علیؑ خالی دماغہ

اسی سیاست کے بعد ایک دماغہ ۲۰،۶۰۰ روپے کا دماغہ اٹھا کر اسی سیاستی مہم کا
لیے بیمار نظریہ دیا گیا تھا اور اسی دن ایک دشمن اسی سیاست کے نزدیک تراویہ
اول کے ساتھ ۲۰،۶۰۰ روپے کا دماغہ اٹھا کر اسی سیاست کے نزدیک اسی دماغہ کا دماغہ اٹھا کر
قاتلاً۔

ایک دماغہ بیرون کی طرف پر کھینچا گیا تھا اور اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
ایسی بیت کی سیاری کا دماغہ دیا گیا تھا اور اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
کوئی دماغہ پر اپنا گذاشت اور اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر

علیؑ خالی دماغہ

ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
دسمبر ۱۹۴۷ء کی دنیا کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
دسمبر ۱۹۴۷ء کی دنیا کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
دسمبر ۱۹۴۷ء کی دنیا کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر

ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
دسمبر ۱۹۴۷ء کی دنیا کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
دسمبر ۱۹۴۷ء کی دنیا کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر
دسمبر ۱۹۴۷ء کی دنیا کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر اسی دماغہ کی طرف ایک دماغہ اٹھا کر

پھر اس شہر دیکھ رجھ مطلع اگر راست کوئی لے جائے تو اس داشت و سستم پر کامنڈ نہ کیا کوئی

بہ ازیں بونید و دیکھ فرمائیں:

لہجے ازان نام دنشاشن پہنچ پڑا، پس زدہ ازان دشمن دینے
دا شام ناکوئی درا قم، داشت فرضہ مشتم صدر، دندان دینے بود و دینے الائام بود، میا۔ فقط

۴۲۲ (۱۹۷۵ء)

دا بروز آنکھاں دا تالہ دیکھا منع نتوں کر دا آن زوگان را ان سنتیں کر لی باز
نتوان داشت، مہا کو دل از پلے چوریں خطا بردار کارہ است، از تالہ دیکھا جارہ نہست،
وچوں یہ درست قابل چال داد دیکھا، دنافر دیام، سخن خواہ کوئی نہ، اکھیں کل
خاءہ نہیں، نہم کہ پول دی ہفتہ گھنے، تیک دکھا تو زیاد، آن دیا، با جو دلہ نیا
نم سیدیسے، بھکر ایہ دن ان گھر فیض داغن دندھی، بھان شاید، بھان نہ لای سرت الہ
اگد دیکھا ایں در دن دندھے گئیں، نہش ماہ است کہ بہ حاشیہ نکو سیرہ نبوی ان یام
پھر سلام یاد کر دیا یہ تابی نامہ دیا یام پھر تسد، ناہ سیدین ناہ لہ جا ٹھیں جن نہ داشت
کہ دیکھ کر دار پیر دشما بورہ باشتم دنہ اذکار دوست کہ من آں کو قدر دہشم دناریو
فرود نہنا پاکش کم یار ای نفس فرشت بر فردن دن داشتہ باشتم، سپاس کلما
خدا کی داد گرم کہ با ایں قبیلا مزوم، افزوی دخوت مدد کی تکشید، است کہ اگر فی المشسل
دو عالم پر ہم خورد، ایں خوشیں ہم کردم، دیاں ہم، دنقاری ایں مایہ ثابت، قدیم
کی سریور دیاں ای خطرہ جاد، دیتہ لذت، ای خود خورد، ایکم کو شمارا یہم دیاں
گھن دیتے، دیتے، دیتے، سرائی ایں، ای پر تیکھا بھگ داشتہ دن کو درجوع اسدا مہ
بام سعلل آن دن کو ای زیادی دیکھو سلم، ٹھی ای دن دنے کے نہ دیست کھن پیشکار و
سحد، لیے سیشید، دن دنے شد، ایک دیکھا، دیکھا، دن دنے ایسا

حوالہ آثارِ غالب

آثارِ غالب دو جھوٹے لئے منصوب ہیں۔ پہلے حصہ میں اردو نازی کی دھنکہ دشمن
بوجنگاہ میں اپنا ڈریج ہوا ہے، لیکن اسی پر دوسرا حصہ میں صرف دہ قاتی خلود ہے۔
تھا تکمیل بھروسہ المکمل ہر جوم کر کے جانے والے میکس فلموں سے لے لگتے ہیں۔

حاتھی میں ہونے والیں نہیں لائے ہیں بلکہ اپنے آثارِ غالب، اردو و اردو ملجم میں کبھی طبع پہنچ اول
اکتوبر ۱۹۷۲ء میں پورا ہوا۔ اسیں اگر کہا جائے تو اسے بھرپور بیان پہنچانے والی مشعری طبع ۱۹۷۳ء پر کوئے
بڑھنے اپنے بھرپور بیان پر نہیں تباہ کیا ہے۔ اسی طبقہ میں تھیں غالب تھیں اور طبقہ میکس میں تھیں پہنچانے
میں تھیں اپنے بھرپور بیان پر۔ غالب اپنے بھرپور بیان کی دھنکہ کر رہا تھا کہ اسے اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء میں
خلال میں اپنے پاس ہے ایسکے شانست نام جو جو اور وہ کہتے ہیں جو اپنے بھرپور بیان پر نہیں خلود ہے۔ خلود کا
در پیش رہے تھا لیکن اسے اپنے بھرپور بیان اور اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان اپنے اکتوبر ۱۹۷۳ء کے
نشیروں میں شامل ہے۔ اسے اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان اور اپنے اکتوبر ۱۹۷۳ء کے بھرپور بیان میں شامل ہے۔
برقرار رکھا، الہینا لرزو، سی رکھا۔ سماں اپنے بھرپور بیان پر مدد حاصل کرنے والا میکس میں اپنے اکتوبر ۱۹۷۳ء کے
لئے سخن خواننے والے انسانوں کو اپنے بھرپور بیان کے لئے اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان کے میکس میں شامل ہے۔
کم تر از کم اس بھرپور بیان کے لئے اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان کے میکس میں شامل ہے۔ شدید تریخی
شدید تریخی میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میں اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان کے میکس میں شامل ہے۔
۱۹۷۳ء کے بھرپور بیان میں اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان کے میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میکس میں شامل ہے۔
کہ اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان پر مدد حاصل کرنے والا میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میکس میں شامل ہے۔
اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان پر مدد حاصل کرنے والا میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میکس میں شامل ہے۔
میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میکس میں شامل ہے۔
اوپر میں اپنے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بھرپور بیان پر مدد حاصل کرنے والا میکس میں شامل ہے۔ اسی طبقہ میکس میں شامل ہے۔

جَاهَ

1996-09-09

لَهُمْ لِيَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

روزگار کے انتظار میں لا تھوڑا بیماری نہیں بھی لگتا ہے۔ یوں کیا سیاست ہے؟ انہی میں سے یہی نذریں
لانے سے ان کی ملکی صلاحیت کا پتائیں سکتے ہے۔ ملاحت کا فلی شخجوں میرے پاس ہے جناب
پروردیا گئے۔ وہ نی کا ملکی اور ملکہ نہ نہ کسی کی نظر ہے۔

(۲) ریٹائر کا سال تضییغ ۱۹۸۰ء ہے، اور یہ مویہ کا چوبی ہے۔ مگر احمد کے معنف چند
اچھے افادات سے بحث کی جائے۔ بھیجی تشنیخ بخش ہنسی۔ مزید یہ کہ کتاب میں مقدور مقامات پر
مرجع اُنخلاف داد دینا نیز ہے میں اسی میں میں ملکیں ہیں۔ موجہ کا سال طبع ۱۹۸۲ء ہے، اور
عن ۱۹۸۳ء میں چھپی ہے، مالک نے احمد کو بیان کیا ہے وہ صحیح ہیں۔ ناہر لیکن کتاب
اشاعت کے بہت بعد غالب کی نظر سے گذری اور وہ اسی ناپرستے قیم سے لا خر ہے۔ ملکی
کسی دوست سے س کے بارے میں کچھ سوں کردا رہ دھستے (۲)، اس کے مطابق یہ پہلے اپنا وہ
مہم تبلعہ لکھا تھا جس کی روایت کردہ است ہے (۱) (ناہر میں غائب مکالہ)، مگر غالب کا یوں قول
کہ احمد تپیل کے بُرے عقد ہیں ہمیز سے ثابت ہیں۔ غالب کا ارادہ تھا کہ مویہ کا چوبی ذکر سے
لکھوائیں مگر کسی وجہ سے اس کی کوئی صورت نہیں (ادود مشیح) مویہ کے لیے کے متعلق غالب
کی شکایات بجا ہیں اور ہم کو ناایج کچھ یہی کہوں۔ کہا ہے غالب کے ہم عصر دوں کو اس کا حصہ ہیں
یہ پھاٹک دہڑکی ہر تر کی جو بدب دین۔ مویہ پر یہیں کتاب ہے جو تابع کے جواب میں لکھی گئی ہے،
اگر اس کا یہ مسئلہ ہر تاریخی جامعوں بے جا ہے تو اور بہتر ہوئی۔ احمد نے تین کے
بے اپدیں شمشیر تپڑا خریو کی، اگر اس کا پھاٹک غالب کی دنات کے بعد تمام ہوا۔ اس کا یہ مویہ
سے بہتر ہے اپنی کتاب بخلاف اسکا۔ اخوض میں غالب کے محلق یہ راستے اسی سے ہے:-
”تو اب طبع و تدریت سخون آزی نہ کوئی نہ اور اسلام است۔ بل کہ بیشتر نہ اولی رہا“ (الحمد لله
اد دکابرین بھی تصنیف کی ہے اور مسترد کہ تو یہ کی تصحیح کی ہے۔ نہائیں ان کا ترجیح یوں سیئر
نہیں ہے: ”احمد تخلص اتنا احمدی و حرم میں میں خاری بھرو درستہ عالیہ مکمل خلف اُنها
جماعت علی باشندہ“ (حاکم ابن حاجہ) اصل خوش نویں کہ ازاد است بزرگ ایں خود و دو اُنم
منقول شدہ باد۔ شاگرد... نیتم۔ زبان ناریں رائیکوئے دانست۔ در ملکم شریعت دو اُنم

سلہ صورۃ اُنہنیں پڑا جوں کلیم، خاتمی کہتا ہے، ”نہیں۔ باہم کا ہم امت ارابی کی لکھنہ را یہم،
نابآسی کہ بزرگیں، سکھ کو کیا رہا ہے۔

دست گاہے معمول داشت۔ احیاناً شعروں لگفت۔ چند شعر نارسی دارد از کلام نیز گردانیدہ ہے
در عین شباب در... سنتہ یک ہزار و دو صد و نواد بھری در حکمۃ دنات یافتہ۔ (تذکرہ)
ن رخ لے واصل حق آنا احمد سے تاریخ نہ کالی ہے۔ (تذکرہ) - ۱۲۹۰ میں جب میں بھرا
تھا تو ۱۲۹۳ھ میں قتیل کی حادثت میں غالب کے غلام ہنگامہ آزاد گئنا جیسا کہ غالب
(۱۲۹۳ھ) میں مذکور ہے، قطعاً نا ممکن ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ خود ناش کا سال ولادت
۱۲۸۹ھ ہے (شیع) -

مرزا حسیم بیگ رحیم کے مختفن خود مہبائی نے لکھا ہے کہ مہبائی سے تھیں کہ تبا
اصلاح شتر کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن پہنچنے بھض رسائل بر اصلاح لی اور اس کے علاوہ کہ اپنے
سے بہت سے زوار علمی مکالمہ کیے۔ (کستان)، رحیم کا قول ہے کہ "رجس تحقیق نعمان و کنایات
از خم غانہ نیھیں ہیں ہماروہ" رسائل ساطع برہان کا سال طبع ۱۲۸۲ھ ہے۔ رحیم نے سعادت
کی طرح بھض چند اعترافات سے بحث نہیں کی، بلکہ یا تقریباً مکمل و اعترافات کے جواب دیجئے
ہیں کہ ابھی عرباً طنز ہے، کبھی غالب کو تمیسرا رسان ششم کہتا ہے اکبھی یہ کہتا ہے کہ
ایسے اعتراف میرا ساکو رواد کرے تو کب کے خالب کے لئے زیما نہیں، مگر کہیں کہیں کہا
یہ بھی کہتا ہے کہ غالب سے تھا تلقیح وقت ہے۔ اس بھض نے بمارت سے محمدی کے باوجود
کس طرح قاطع کا جواب لکھا جرت انگریز ہے۔ غالب کا یہ بیان کہ سیاح نے رحیم کے بیتھڑا
کو لٹا لفٹ میں روک دیا ہے (اردو ص ۲۳۲)، بالکل خلاف رائقوں ہے۔ غالب نے نام غالب میں
بھض چند امور سے بحث کی ہے، اس سے ساطع کا درج بھی صحیح متین نہیں کیا جاسکتا۔ رحیم ناردا
اردو دلوں کا شاعر ہے اور اس کا کلام تذکروں میں ملتا ہے۔ تذکروں میں اُن کی کوتا
ذکر نہیں ہیں۔

این الدین ایں دیلوی مصنف قاطع القاطع کلموں کے شاگرد ہے۔ گلستان میں
کہ "علوم متعدد کو نہایت تدقیق کے ساتھ... تھیں کیا" اور پا یہ تحقیق کہ عرش افتخار تک پہنچا
..... اشعار نارسی بہاست متأثر سے کہتے ہیں۔ علم الحstem.... اُن کے ب کو کبھی تسمیت
خالی ہیں پا یا۔ قلن کا ذکر محرق میں ہے یہ سعادت اور ایں کے ذاتی تعلقات پر مشتمل
یہ تسمیت رصدهم غالب نے یہ خالی قلن کر کیا ہے کہ مرید کے مهارن بیع سعادت نے ادا کیا
یہ غلام تیاس ہے لیکن، یہ بجزی ممکن ہے کہ قلن سعادت سے اپنے خرچ سے پھرالی ہو۔

بوجہ بہت خراب ہے۔ سخت سست تو گہاہی ہے نخش کالیاں بھی دی ہیں میراگان ہے کہ این سے صرف بربالت ہیں، سعادت کا بھی انتقام لیا ہے۔ غالب کو پذیرائی کا بھی اچھا نہیں بل بحقیقی سید عباس مرحوم نے انھیں طحیک کرنا تھا کہ ظرافت نہ کرنی تھی۔ یعنی کے انتباہ کے یوں غالباً سمجھنے این پزار الہی چیز عقی کا مقدمہ غلاماً جس کی ردادر رسالہ آرڈ و میں شایع ہو چکی ہے۔ این کے ہجڑ میں کچھ شعیہ تھا۔ لیکن کسی مولوی نے غالباً کے خلاف جھوٹی گواہی دی، اور غالب کے دیکھ نے بھی کسی صلاحیت کا ثبوت نہ دیا، کامیابی کی امید نہ ہی تو آخر کار انھوں نے راضی نامہ دافع کر دیا۔ (ریاض کار صفحہ)۔ این سے بت دشتم ہی پر تما عستہ ہیں کی، اپنے دعووں کی ضریب سندریں بھی بتے تکلف پیش کی ہیں۔ جس وقت ان کا ترجیحہ نہ کر کے نتائج میں کھا گیا ہے تاہرازندہ نقہ۔ لے سا آرزو کر خاک شدہ، شاید سعدی کے یہاں ملتا ہے، لیکن باب الالباب عوئی جلد افغان ۲۸۷ پر یہ قطعہ موجود ہے۔

لماں کی جگہ برلنقطے ہیں:-

ذکر باب نیم باذر وزیم داشنے کر فراز چاک شدست
در باب نیم باذر با پست یہ لے سا آرزو کر خاک شدست

(۳۴) ستھان پیغ کے آخریں ہے اور اس کا عنوان اللہ اکبر ہے۔ تقریباً محل سوالوں کے بعد اور ہر جو اب کے بعد محمد المردوبہ مصطفیٰ مرقوم ہے۔ یہ لذابِ طہی خاک شیعہ شاگرد غالب ہیں۔ سعادت ملی خاک شہر آدمی نہیں رساں علیک الکریم کے آخریں جو استھانے اُس کا جواب دیتے والوں میں یہی ہیں۔ تجھب ہے کہ غالب کو نہ یہ سوچتا کہ جب میں سکل ہندوستانی ناگی دالاں کو خواہ وہ شاعر ہوں یا فریض کنگارتانا معتبر قرار دے چکا ہوں تو ہندوستانیوں سے فتویٰ لیتے کے کیا سمجھی؟ اور نہ یہ بہاؤں کے ذہن میں آئی کہ جو اصحاب خود میری قاری فدائی کے ناگل نہیں دیسرے محققین دلمازدہ کی گاہڑیں لاسکتی ہیں۔ ہمید کی عبارت عیویجے ملکوستہ۔ سوالوں کا جواب ناوسی دالوں اور شاعروں سے طلب کرنا تھا۔ صاحبان توت ناطقة دلوتی عاتکہ سے استھانے بھل ہے۔ غالب نے احمد المحتین میں سے جو لغت صحیح ہو، لکھا ہے۔ احمد کی جگہ احمدی چاہئے۔ احمدی المحتین کے بعد میں سے ہیں آنکھ اس نے کہ صرف ایک لغت رہ گیا ہے۔ اگر احمدی المحتین کی جگہ المحتین بھی ہو تو بے محل ہو گا اسلئے

کبھی بعض سوالات کا غنی نعت سے کوئی سرز کار نہیں۔ مثلاً سوال ۷۸، اور بعض میں ایک ہی نعت سے یا کلائے کے متعلق استفسار ۱۰ دین تھے ایک، کو صحیح قرار دیتے کاموال نہیں اور مثلاً سوال ۷۹ (غلط ساز)، سہی کا تسبیح ہے (عیند ساز) چاہیئے۔ سوالات ان امور سے متعلق بھی ہیں جو احمد اور غالب کے درمیان ماہ الزمراءع نہیں یعنی موئیہ کا جواب ہے اس سے غلط لفظی لمبا ہوئے کا اندر یہ ہے۔

سوال ۱: اس سوال میں بڑا فریب پہنچا ہے۔ فردوسی اور خاقانی شاعر ہیں۔ مگر انھوں نے آزاد اور سردی کی طرح نثر میں اور شمس فخری کی طرح نظم میں فرمائے ہیں لکھی؛ یہ دوسری بات ہے کہ فزرست تجھہ کرنے والی میں ابعض ناموس اناقہ کے معانی بتا دیتے ہیں (مثلاً پیرز)۔ شاعر کو افادہ کا کے استعمال کا خاص ملیق ہوتا ہے ایکن یہ دوسری نہیں کہ اس کی زبان دلی افسوس کی ہو جیسی فرمائیں تھاروں کی ہوتی ہے۔

قطران توں شعر ایس ہے، گلوں کی نادی کی نسبت نادر شرود کی یہ راستے ہے "زبان فارسی نیکو ہنی دامت ... دیوان منجیک و دل تیقی .. پیش من جواند و پر معنی گلاد را کہ مشکل پواد من پر سید" (مضر نامہ)۔ خسرو بلند پایہ شاعر جیری ایک اصطلاح اپا کا استتفاق جو انھوں نے بتایا ہے توں تسلیم کر سکتا ہے؟ شعر کے بعد کام و فرم فرمائیں گے سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ بلکہ قدیم شعروں کے کلام کا مفہوم فرمائیں گے کی طرف درجوع کے بغیر اچھی طرح سمجھیں ہیں انہیں اسکا۔ تمیس ٹھے ہر چیز کام نہیں ریا جا سکتا۔ فرمائیں تھار کے مستند ہو لے کا دار دیدا اوس کے وطن پر اپنی اُس کی حقیقتاں پڑھے۔ بخوبی نہ کن ہے کہ کسی خاص مستند کی تحقیق ہندوستانی ایرانیوں سے بہتر کرسی اپرالی خود ہندوستانی فرمائیں گے مختلف پیش کرتے ہیں۔ نفات تک جعلیں درکنار اشعار سے نفات کی حرکات دیکھنے کا بھی مکمل علم ہوت کم ہوتا ہے۔ ترتیب، نظر، کو جائے، پیچھے، د، حرفی د، مرد اور بیوی درد رہ، باپ کو ہت۔ اگر، قور تاریخ فرم نہیں ہوئے تو زیادا سے زیادہ جو علم ہو سکتا ہے تو یہ سے کہ دیکھنے ہے اور میکس۔ اسی تکنار کا اور اسکا پت۔ مطلقاً نہیں ہے اسکا۔ بطور دانہ دانہ ایس، اور حرف دھیل سے مل گز تسلیم، یہ جائے تو

اس صورت میں بھی اس سنت کا علم اپنی پرستگاری اس لئے گردہ قانینے میں شامل نہیں
ہی۔ دوسری، دوسری بیت تلاف ایک دوسرے کا قانونی پرستگاری نہیں۔ رسمیت کی وجہ تو
اس صورت میں بھی دکی حرکت کا صحیح علم اسی وقت ہو گا جب یہ لفظ پر کشاور اور کام اور تکمیل
ہیں ہوا۔ فرودسی کہتا ہے:-

۹۹

بُزُرْسَ وَكَهْمَيْنِ دَوْصَدَتْيَنْ هَنْدَ ہَمْرَتْنَ زَهْرَابَ دَادَهَ پَرْنَدَ جَلَدَهَ عَدَدَ
زَزَلْتَسَارَنَ زَادَرَیَا سَخَنَدَ نَوْلَقَتِمَ بَهْبَهَ تَابَرَ پَرْنَدَ جَلَدَهَ عَدَدَ
بَنَنَهَ اَدَرَسَنَهَ حَسَنَ ہَرَجَنَسَ جَانَاتَهَ کَرَكَسَوَرَهَ بَهْبَهَ پَرْنَدَ کَسَّا
مَنْتَرَجَ زَوَابَرَیَ سَخَرَهَ ہے۔

۱۰۰ میں نئے لفاظ، سے ان تردن کی صحیح حرکت کا بھی علم نہیں ہے مثلاً حملہ ایک
پہنیں ہوتے ہیں پہنے بھی نہیں ہے کہ کسی حردن سے مرتبا ہے، اس لئے کہاں کی طبقاً
ہمیشہ استعمال ہے۔ بعد، قانونی آئندہ جب بھی درون اُن جردن کا علم ہو گا جو قانینے میں ہے تکہ
آئندہ ہیں اور رہا ہے اس صورت میں اس شعر اگر کسی سے ہری ہو۔ زندگی کا شعروڑیں ایک
دوسری چڑی ہے۔ مرج فلادسی ہے:-

۷۲۹

بَخَارَهُ سَفَرَهُ وَسَرَقَتَهُ بَلَاجَ سَنْعَابَهُ اَسَكَنُورَ وَتَخَتَهُ طَاجَ جَلَدَهَ عَدَدَ
بَرَدَهُنَ اَكَهَ قَوَاهَهُ کَهَرَهُنَ اَشَادَهُ کَلَطَبَعَ ہَرَلَیَ سَبَے اَسَهُنَ بَعْضَ صَوَرَتِیَ
مِنْ حَرْكَتِ مَكْوَنَ سَهَهَ، اَرَسَنَهَنَ حَرْكَتَ سَهَهَ جَلَلَهَنَهَ، اَيْكَ بَیْتَ یَا اَيْكَ نَقْمَنَ یَمْخَنَتَ
زَحَافَاتَ اَسْتَهَانَ ہَرَسَکَتَ ہَیَنَ ہَبَھِی دَقَتِرَنَ پَیدَہَ کَنَسَهَ، عَدَهُنَ وَقَانِنَ دَرَکَارَ اَشَاعَ الْفَاظَ
اَفَاظَ اِسَ جَوَنَقَرَنَ تَرَهَ، اَرَهَنَ اَوْ جَسَ کَهَرَهُنَ اَشَادَهُ کَلَامَ سَهَهَ مَعْلُومَ کَرَنَ اَسْكَنَلَیَ
بَھِی لَغَتَکَیَ صَلَیَنَهَ، اَسَ کَهَرَهُنَ اَسْعَنَہُنَ اَشَادَهُ کَلَامَ سَهَهَ مَعْلُومَ کَرَنَ اَسْكَنَلَیَ
ھَرَلَیَنَهَنَ زَلَلَهَنَهَ بَسَیَنَهَ، اَنَتَهَنَهَ، اَنَتَهَنَهَ ہَیَرَ مَنْتَرَجَ بَالْمَهْجَارَ اَبُو اَعْجَمَ اَنْتَلَهَنَهَ تَنَقِیَہَ کَوَکَھَرَهَ، کَوَکَھَرَهَ، کَوَکَھَرَهَ
اَرَشَمَرَیَتَهَنَهَنَهَ، اَنَتَهَنَهَ، اَنَتَهَنَهَ ہَیَرَ مَنْتَرَجَ بَالْمَهْجَارَ اَبُو اَعْجَمَ اَنْتَلَهَنَهَ
کَرَایَسَهَ مَنْتَرَجَ کَتَهَنَهَنَهَ، اَنَقَانِنَهَ اَسْهَرَعَنَهَنَهَ،

لَهَمَ اَخِیَامَ وَسَهْمَ عَنْرَنَلَابَهَ،
لَهَمَرَسَہَ کَنَسَافَانَ بَادَرَشَهَرَهَ کَبَنَشَ، بَادَسَهَلَلَ، اَکَرَیَنَهَنَهَ، بَنَنَهَنَهَ، مَنْتَدَنَهَنَهَ، قَرَانَیَسَهَنَهَ،
اَسَ کَیَ تَوَنَوَهَنَهَنَهَ، تَیَتَهَنَهَنَهَ، بَرَکَرَهَنَهَنَهَ، اَسَ کَیَتَهَنَهَنَهَ، اَسَ کَیَتَهَنَهَنَهَ،

غالب لئے تا طبع میں دعویٰ کیا تھا کہ جو لوگ سعدی کے شعر کی مسند ہر گرفت کی را ہمکو نہ
کہتے ہیں، شاعر ہیں۔ فردوسی شاہ نامہ میں سوچ گہر رفت کو خفت و گفت کا قانونی اور ہزار
جگہ خلفت پر کافی نہ لایا ہے۔ لیکن وہ ایک عجائب انسان ہے، رفت کا قانونی لا باہمی اور علاقائی نہ
ہے۔

”خورپیش تو رہ پیاہد رفتہ بہرنا شیع تو برگرفتہ“

صحیح ہی ہے، اور جگہ ”تفاہیر حرکت“ ماقبل رہی ہے۔ اگر کوئی شخص بخت را کی مسند
میں بخشنے ہے، افہیں بھی اس قبل سے تقویز کرے ا تو اسے بخت سے
بپڑے ہیں، اور میں اُس سے بخشت گو ہیں کرتا۔ سعدی کا شعر جس کا ذکر آیا ہے یہ ہے:-
”بیسم اللہ و ستابر لب اگرفت اگر سعدی بدار اپنے دیوبندی شاعفت، انا طبع دشدا۔ یہ تو
ظاہر ہے کہ ”الب اس سے اختلاف نہیں کر سکتے کہ شاعفت کا کام نیکسور ہے“ درود دیہ
هزار سوئیں کہ سعدی میں کی مسند دیسی غلط ہے۔ اس سے گرفت کی را لاخون خاتہ پوتا ہے۔ اس
سے اختلاف اپنی قوچے سمجھیں ہیں ایسا کہ فردوسی ملہ زبردبار جس طبع استھان کیا تو اسے
ان شکرانہاں پر جو اس سے مقابلے میں بہت کم اُس کی زبان پر ہیں کیوں تو یعنی سے دیکھائے
اور اگر فردوسی ہزار، اور ایک طبع اور صوبہ ایک طرح ”تفاہیر حرکت“ ماقبل رہی، کا اڑکا
کر چکا ہے، تو پچھوں نا ملکن بھیجا جائے کہ رفت اور گرفت کے قانونی میں یہ سب ہے۔
”تفاہیر حرکت“ ماقبل رہی اسکے انفاظاً کے (ستھان سے) ٹھاپر ہے کہ غالب دن کو رہی
قراء دیتے ہیں۔ حال اُں کروی ست ہے۔ یہ بکھنے کی حاجت نہیں کہ رہی قانینے
کے آخری حرفاً اصلی یا اس کے قائم مقام گوئیتے ہیں۔ خاتمی کا شعرو را کی کسی خاص
حرکت کے ثبوت میں دھی سخف پیش کر سکتا ہے جو فتن قافی سے بالکل نادائقٹ ہو گرنے
میں حصہ لے جی چہے جو حرف و فعل اے، تحقیقی ست۔ اگر ستر تک بوجنی ہے۔ اس صورت میں
رکی حرکت قافی میں شامل نہیں، دھنم، امعن، ڈاک، ڈبب ہر سختی ہے۔ ان باروں کو
اگدے نہیں (سلسلہ) جویں طرح بھاہدیا تھا۔ اور ہون ٹوڈیں بات کہیں۔ ہے جو کہ پر
چہرہ کا علاقی ہے۔ لیکن غالب۔ ٹھاپر یہی پھر یہی بنے ہوا رک نہیں ہے۔ ”رہی میں“

لئے اسکی حقیقت بھول کر ملا جائیں۔ لئے اس قصہ میں جو تھا جو تھا، نہ ایسا سبکا اپنی مسند کے۔

لکھتا ہے گرفتاری بکسر تریں ہے میں پوچھتا ہوں) لگ کر کیا فتنہ بھی بکسرہ اول ہے؟ (اس کے بعد فردوسی اور خاقانی کے دہی شعر دیئے ہیں، (وقات میں ہیں) ... اور جواز اختلاف حکمت ماتبل روی سے قدر مسکے ہیوان بھرپر ہوئے ہیں۔ خصوصاً قفت و لیسی بائیں میں فخر گرگانی نے قید حرکات ثلثۃ الہادی سے گشتہ درکشتن قافیہ^{۱۹}۔ گشتہ درکشتن کے توافقی کو ناصل کے سوا کمی نہیں غلط نہیں کہا۔ (اس سلسلے میں تین فٹا اور اور دھنڈا یعنی ملاحظہ ہونا اب کہا یہ کہنا بھی ریڑھ بھنس کر گرفت کی رامفت ہے۔ سروری کا شانی لکھا ہے، شکفت بکسر کافٹ تازی عجب باشد۔ بستان: یکے خودہ بہ شاہ عزیز نہیں گرفت کے حستے مدار دایا زلے شکفت^{۲۰}، ف۱۵۶۔ سروری کے نزد دیکھا گرفت کی رکھسرو شہری تودہ اس شعر کو شکفت کے مکسور الکاف ہونے کی متادیں ملتا۔ آخر یہ اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ "بلغخ و لمم کاف نیز آمدہ" لیکن ظاہر ہے مردیہ زبان سے متعلق بھنسی اس کی بنادہ اشعار میں جس میں شکفت ایسے الفاظ کا قافیہ آیا ہے جو میران سے پہلے کا ہون مفتوح یا مضموم ہے۔ جہاں انگریزی میں هرف مکسور الکاف ہے اور اندازی کا غرضہ میں دیا ہے جس میں شکفت کا قاف فیہ گرفت اللهم ہوا ہے۔ فریضی، قوہیا رجہلہ، اسیں جسی کی جاتی تحریکی تیزی خیابانی ہیں۔ شکفت = تجھب پس کسر اول و ثانی مندرج ہے اور گرفتہ کا ذر فرشتہ تباہی ہے۔ شعر سے ایمان کے کلام میں گرفتہ بہ کثرت شکفت کا قافیہ آیا ہے۔ میں دو شالوں پر اکتفا کر دوں گا۔

آخر الامر قافیے یگرفت نامہ نظم دارد تیک شکفت - اوری ض۱۷۴
ہقی دست دیجے خلال نیکفت بگرتا جہاں را چکونہ گرفت - صاحب باز تدریانی، لفظاً
بذر ۲۰۰۱ء۔ اس کتاب میں اس شاعر کے داد دشتر میں جس میراں کا نام آکے ہے۔
سوال ۲۔ پیدائش دریا بیش کے متعلق غالباً صرف یہ کہنا کافی سمجھئے

لہ الجمن آرائے ناصری میں شکفت کو مکسور الکاف لکھا ہے اور آخر میں دہی عبارت ہے چو
سروری، شکفت و مجنہ کاف کے بارے میں تحریر کی ہے۔ شکفت کاف کی مثال میں سنا فی اور مجنہ کاف
کی مثال میں سعدی کا شعر پیش کیا ہے، مو تمزاد کریں لگنہم نظم کافیہ ہے۔ اس سے صحنہ کاف کافی
نہیں مل سکتا۔ من قافیہ سے الجمن آرائا مصنف نہیں ناواقف معلوم ہوتا ہے۔

کہ ان کا صحیح ہوتا۔ لفظ کا حاجت مند ہے، لیکن جوں کرتا ہے ان کا مختلف ہے، ایرانیوں کی تکمیلی ہوتی نہ رکھوں یا ان کے ادب سے ان کے استعمال کی سستہ بیش کرنی تھی۔ پیدائش الحضیر کے دیوان درطبود و مخطوطہ (م) میں ایک ٹکڑے ملائیں گے مگر یہاں غافیہ ہے، جاتب ڈاکٹر عزیز الدین نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ابو الفضل کے یہاں کئی بچا آیا ہے۔ آج تک ایرانی گھرتوں استعمال کرتے ہیں۔ مخفیہ کے معاهد ریاض میں تبلیغ کے پسسا کے یہاں بچے یہ لفظ بھی نہیں۔ زیبائیش اور دیرو استعمل ہے، ایرانیوں کی زبان پر نہیں۔

سوال ۳۔ احمد نے صائب زلائی والہ بہر دی، سیع کاشی وغیرہ کے کلام سے ثابت کیا ہے کہ ایرانی راند ما نزدیک شہر کے لفظوں کو تندہ کرن کی قسم کے لفظوں کا غافیہ لاتے ہیں۔ سیع کا شرح بہایم جلد (ذلیل (صلک)) میں بھی ہے یہ ہے: "آتش بربان شعلہ بر من زده بانگ کتر بہر پیش بسان خاکستر گنج" غائب اور این کے درود کا اپنے دعوے کو ثابت کر کر سکے۔

سوال ۴۔ تمہید میں غالباً نے اس سوال کا جواب بھی بتا دیا ہے جو اُنہیں پہنچا رہا تھا۔ چشمہ عیوب ساز احمد کے ہنین بربان کے الفاظ میں (تفاصیل راست) عیوب ساز یہ کوئی فاصل تباہت نظر نہیں آتی۔ یہ عیوب ہیں، کے معنی میں ہنین عیوب افریں الامداد نہ ہے۔

سوال ۵۔ جواب فلسفہ۔ اعتراف کا سرقة ہو سکتا ہے۔ اگر فالب نے دوسروں کا اختراع دیکھا تھا اور وہ ازخود ان کے ذہن میں ہیں آسٹن کا تھا اور انہیں نے اصلی معتبرون کا ذکر بالوارہ انہیں کیا تو سرقة ہیں کیا شبہ ہے۔ ہماری کتابیں جیان اور جان اسے متعلق ہمکن ہے غالب کی نظر سے نگزرا ہوں یا لیکن، تحریکی بربان کے اعتراف جو انہوں نے اپنی جانب سے پیش کئے ہیں، اس کا کیا یہ اب ہو سکتا ہے؟ بربان ہیں۔، حاشیہ ہیں دراں میں سے بیشتر غیر عربی الفاظ استثنی ہیں، لیکن غالب قاتل جو بھروسی کے ایک اعتراف کو غلط قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں، "تمہمان کا، ہمارا، اذباب جا بجا کھاتا" نہ اس شہزادہ اماں ہے، دراصل اذباب میں کسی مخالف نہ یہ لکھا کہ ہوشی رنگ فارسی سے مستقل نہیں ہیں اور غالب کے کیا اعتراف ہے، جو اسی میں بھی ہیں تو درست ہے، یہ کہ المثل

بنا دیا۔ ان کا قول اس ترمیم کے بعد بھی غلط رہا۔ قاطع کے مตعدد اعلانات ہو اشی پر مانگے مانوں تھے۔ اور اس کا اعتراف غالب تھے ہیں کیا تھا، بلکہ یہ لکھ کر کہ جواہشی کا تلقنی صون لفڑی ہر بی سے ہے کتاب پر اس سے انکار بھی کیا تھا کہ نگات فارسی پر ان کے جو اعتراض ہیں، وہ جواہشی سے لئے گئے ہیں۔ درستہ میں غالب نے دوسری روشن اختیار کی ہے، جا بجا تحریر اس کا ذکر کرتے کہ سات فصلوں کی کلکتہ جو بریان کے محضی ہیں میرے ہم لاہیں۔ غالب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ یہ جواہشی کے روپ کے لکھنے ہوئے ہیں اور تحقیقیں پیغام بھی جن میں حسکیم عبد الجدید کے سوا اکس کے عالم ہوئے کا ثبوت نہ ہو ہیں، ان سے کچھ سروکار ہنسی رکھتے۔ (تفاصیل مختصر)۔

سوال ۶۔ یہ اعتراض یہی بار درفش میں کیا گیا ہے، احمد اور غالب میں مابہ الزراع ہیں۔ بریان نے دوسری فرنگوں سے لیا ہے اور شش صرب نیچجہ خوبیاں شیخ خوب فرنگوں میں ظاہر الازمی کے ان دو شعروں کی وجہ سے شامل کیا گیا ہے:

زیبرشن تو دام پرشش نیچہ خوب زمزیجث تو ابستن است کشش مکن
حدن بکیر و تاقبیش نے بشکر شجر بیوہ و خاریز رو حنار بیس
حیات ص ۳۲۳ سفرنگ تھاروں کے سلک کی توجیح مختصر میں ملے گی۔

سوال ۷۔ چشم خالفان بیان پر تیر، موئیں لا اور المقادیر کے تو اسے فرخی کی طرف منہوں کیا گیا ہے، اور اس میں مهرغ ثانی اس طرح ہے:

”بھوکفت دے بزر آزادے“

غالب نے اعتراض سے پہلے زاد رکو جرا کیا مطہرہ کتاب تھی ویکو لیانا ہزدی تھوڑی کیا۔ غالب اگر بڑو فرز فارسی کے ارتقا سے رافت ہوتے اور انہوں نے شوارے ایوان کے کلام کا دیکھ بول دھنی کے لفظ ادا نظر کیا، مطہرہ کیا پہا تو اس مصروفیگا کو ناموزوں نے کہتے۔ یہ مهرغ جیسا کہ احمد نے مشتری میں لکھا ہے بھر سریع ہیں ہے اور اس کا وزن مشتعلن مقاعل ان فلان ہے، انہوں نے اس بھر کے بارے میں طوسی کایا قول بھی نقل کیا ہے:-

”اما سیارسی ہے کہ ان مظلومی میکاردا رہنے ویر سالم و مجذون شعر شایدہ است الائچہ عدویا“

پہنچنے، گفتہ انداز جہت تشبیہ بیوب ” (سیار الاصوات))

ایرانیوں کو اس بھر کے سالم اکا ان میلوں عین ہیں ہوئے، اور انہوں نے مستفعلن کی جگہ مستقلن (مطہری) اور مستغلات کی جگہ فاعلان اور فاعلن رہنمی و ترقی یا مطہری کشوفت لانا، پسند کیا اور مستغلن مستغلان نامیں یا فاعلان فارسی کی بہت مقبول اور ان میں سب سے بخوبی معاشرین و محبین (لبی میر آتا ہے) فارسی میں استک کا جواہ صیار الشرا کے علاوہ الجم سے بھروسہ بابت ہے، (صلی اللہ علیہ وسلم) بل کہ مرتضیٰ اور سی جنون مکشوف کی ننان میں بھی

دی ہے:-

دو غمزہ چور، دو نافع لشکری چکنی بہر دوں دبسری (۱۳۳۷)۔
اس میں اور پیشہ مارٹی میں دو فرقہ ہیں، ایک یہ پیشہ مارٹی میں سدر ایجنسی کر اول (۱۳۳۷) ہے
اور دو غمزہ لشکر میں بخون، دو سرستائی کہ روشن (یعنی کون آنہ، اسکے لئے ۱۳۳۸) ہے
اور د غمزہ لشکر میں فاعلن۔

بھروسے یا اس بھروسی میں ایک بہت تکمیل نامہ اور فاعلن کا اجتماع جائز
ہے کہ تو انہوں کے فرشتہ شود۔ خبرہ چرا باشد دیو و ستور انجمن صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی کتابی زبان پر بخوبی کہ علاقہ شتر ایک ۱۳۳۷ء میں، نسبت مطابق
یہ دوں غدمت کی اسی کتابی زبان پر بخوبی کہ علاقہ شتر ایک ۱۳۳۷ء میں، نسبت مطابق
ہیں۔ کتابوں میں بہت سے اقبال اور انہیں دیے گئے صور، جو دیگر اُن سے پہلے معلوم ہو جائیں
کہ کس بھروسی کوں کون، جانی شے مستغلن ہے، اور قدم شو کا بہت کام مذکور ہے جو یا ہے یا نہ ہے
لئے اسی بھروسی ایک ایک جنہیں سے پہنچوں اسی ہیں، اور کچھ شوگز دریاں کی، پرانی بھروسی
سے نئے اور ایک بھروسی اور ایک نئے نئے جو، پہلے پڑھ رہا تھا کہ اسے، اسے بہت شے تحریج کی
ہیں۔ ممتاز اکاں پر شہزاد، اکبر کا ایک نامہ ہے: معین الشورا ایک دام اس کے لیے تاریخ
کی شیخیتی ترسیل ہے، اسی سے بہت فرقہ تھا ایک ہے، جو اس کے لیے اسے کہ ایک ایڈن اور ایڈن
یا ایڈن میں پڑھ رہا ہے، ہوشنا، کوئی جو جو کار بات نہیں۔

سیال ۵۔ دو ۱۳۳۹ء میں اسی نامہ میں اسی بھروسی کو ایک نئی کہیں کہیں

میں اسی بھروسے پڑھنا غصب، الحمد لہ اصل بھروسے اور ایڈن میں اسے، و معاشرہ فرقہ نہیں

ما پر الشزارع ہنسن رتفا صیل راست)

سوال ۹۔ بے شک غالب کا اعتراض صحیح ہے، احمد نے اس کے متعارض ظاہری اختیار کی سیتے گر غالب خود محسوس گئی سے محض زہری۔

سوال ۱۰ و ۱۱۔ یہ اعتراض پہلی بار درجش میں ہوئے اور فرقیتین میں ما پر الشزارع ہنری۔ دوسری اعتراض صحیح ہیں لیکن سوال ۱۱ میں جو اعتراض ہے وہ حاشیہ برہان میں بھی ہے۔

سوال ۱۲۔ ہندوستانی اقتداری شک گلہری ہے۔ احمد بھی ایسی کہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ان کا یہ قول ہے کہ غلطگر دن فارسیاں درجت لفظ ہندی ازماشانی زبان است (ص ۲۷۲)۔ فارسی میں کاف بڑی و فارسی بہترت ایکسپری مرکن سے لکھے جاتے تھے۔ برہان یہ سمجھا کہ کاف عربی سے ہے۔ یقینی ایسی نہ تھی کہ اس کے متعلق سوال کیا جائے۔

سوال ۱۳۔ ٹکری کے باسے میں برہان کھاتا ہے تو بوزن ہتری نے اذیلان وہ ہندوستان دفتر رکونیڈ " غالب نے اعتراض کیا تھا کہ "..... وہ چھوڑ مغلیت پکری سے گوئیں نہ چکری " احمد نے جواب دیا یہ ہے کہ وہ نیز درج چھوٹ ساقط شود۔ مسئلہ ہو گھٹ۔ عالی مسکن پر وزان ہمہ شر اور وہ نمازیں شر خلیلیں سکر کے سے خواہد (ص ۲۷۳) ہندوستانی شیخ میں دعویٰ کیا ہے کہ دو جو علماء شواریان سے آئئے ہو جو ان کا ہندی ہنری ہو اعلان اہل ہند کی املا کے موافق رہی (ص ۲۷۳) یہ زبردستی ہے۔ بہت سے لفظوں کا املا بھی بدلا کر اُردو کے ادبی استعمال سے قبل صحیح املا معلوم ہی میں مشکل ہوتا تھا۔ برہان ہی کوئی بھی ہندوستانی کس زبان میں اصلًا، اس طرح تھا؟

سوال ۱۴۔ "باؤ" کے باسے میں احمد نے غالی باری کا یہ مصر خر

"بدو دست ہات د قام پاؤ کیئے"

(تاریخ چاڑ، پیش کیا تھا (ص ۲۷۳)، غالب تین میں اسے تسلیم کئے بیٹھ کر یہ امیر حسرہ کا ہے یہ لکھتے ہیں لہ لہیہ باؤ دست ہات د قام پاؤ کی۔ شاعریاں کئے ہو دے، یہ زبان نہ تھی (تاریخ ۲۷۳) اس ہند کی ہندوستانی زبان کے متعلق غالب کو معلومات سمجھنا تھا تحقیق کئے بیٹھ ایک بات لکھدی۔ پھر کہ ہندوستانی لفظ میں الگ برہان نے فلسفی کی اور وہ بھی پتچھے جہاں تھری تو اس سے اُنکی فارسی دلی پڑھتے ہیں آسکتا۔ اس سے یہ سمجھا جائے کہ میں برہان کو بڑا فارسی دل نصوور

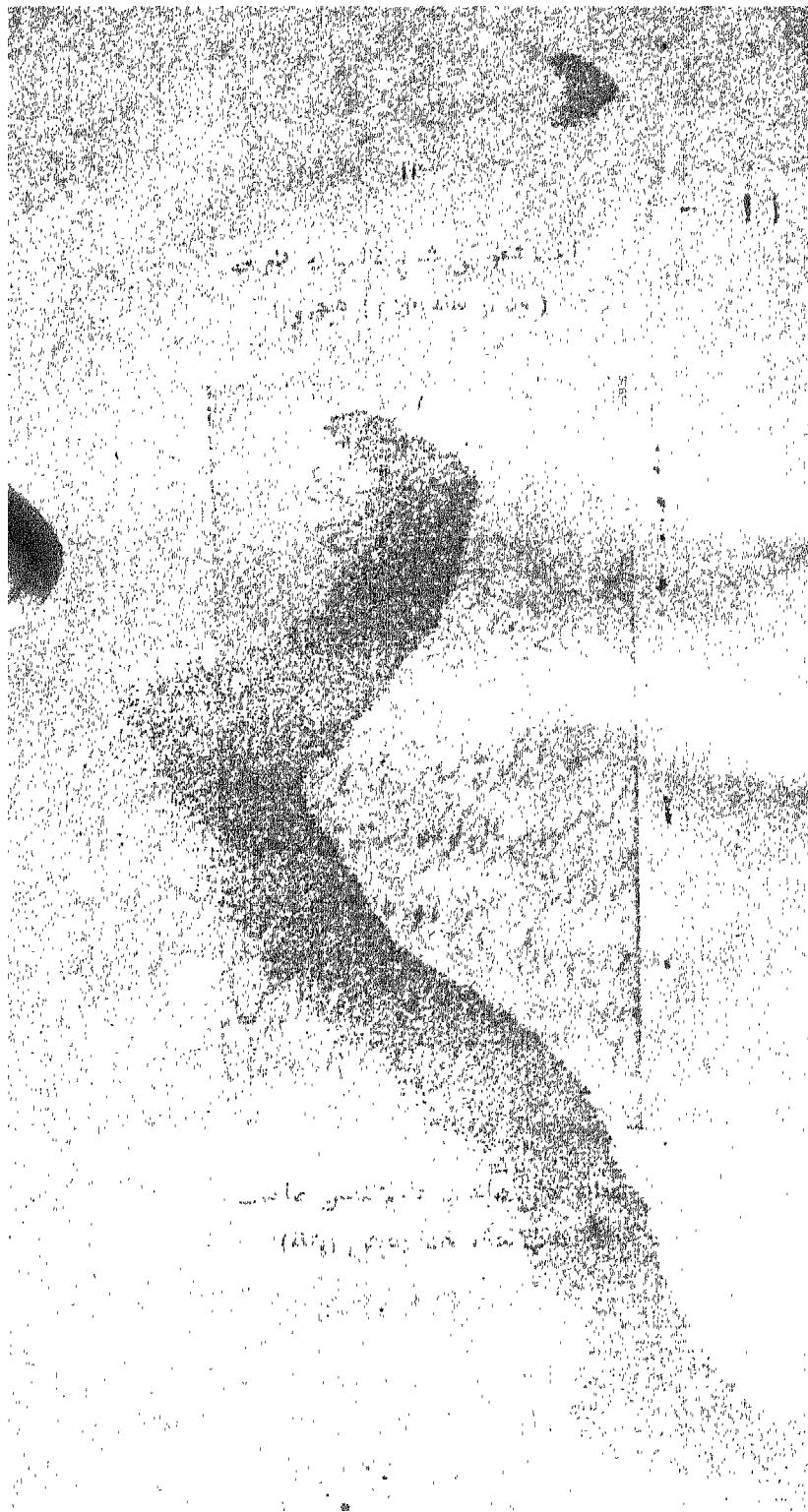
گتائوں۔ سیری راصنے میں وہ تحقیق ہے بہت کم واصطہ رکھتا ہے، اور متفقہ مجھن ہے۔

سوال ۱۵۔ احمد کو پریشید کی محکمت پر اصرار نہیں (موئیں ص ۱۴۲) اس لئے اس کے بارے میں سوال قبول ہے۔ احمد کے اس قول کا کہ پریشان پریشیدن سے مانوڑ سے ہے غالب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

سوال ۱۶۔ یہ احتراف بھی پہلی بار در فرض ہے کیا ہے اور فرقیں میں پانچ تراہیں۔ شمشیریں احمد سے اس احتراف کو صحیح نہیں ہے۔ (ص ۱۷۹)۔

(۱۴) سیرولایت علی کے نام کا خط شیخ صنیف (رسیات صنیف) کی اشاعت ثانی ہے۔ مانوڑ ہے۔ غالباً اشاعت اول میں یہ خط نہ رکھتا اور قیض صنیف کا جو خلاصہ حال میں قہایا ہے اس میں بھی یہ خط شامل نہیں۔ صنیف بلگرامی نے اس خط کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ "لکٹ ہونٹ بھی ہے، لیکن مجھے جواب ڈاکٹر عبدالستار مدنیتی کی اسرائیل سے کامیابی تھی۔" میرولایت علی کی تائیث ثابت نہیں ہوتی۔ (خط پر نام راقم) سیرولایت علی کے متعدد تحقیقات سے کوئی نئی بات معلوم نہ ہوئی، اور نہ اس خط کا پتا چلا جو اس سے پہلے غالباً تھا۔ میرولایت علی کو لکھا تھا۔ اس خط کا الفاظ البر تم میں محفوظ ہے اس پر یہ عبارت مندرج ہے: "در عظیم ابادیہ پر محلہ شیری کوئی مطبع عظیم المطالب مولوی دہ خدمت جناب میرولایت علی صاحب سپریم مطبوع نگورنیاد مجده مقتول باد۔ پیغمبر دریں جواب طلب، لفاسی پر ہر بھی ہے جو زمان نقش" غالباً ۱۹۳۷ء ہے۔ اس لفاسی کا انکس ہے اس طبق جناب میرولایت علی کے متن سے اس کے ساتھ شاید کیا ہے جس کا عنوان غالب کے لفاسی ہے اور جو اپریل ۱۹۳۸ء کے ہندوستان میں کھانا تھا۔ صنیف بلگرامی بھروسہ خط ادا (ص ۲۲۲) میں لکھتے ہیں کہ "جب میں نے بوسستان خیال کو اردد کر کے اس کی ایک جلد مطبع عظیم المطالب پئی ہے میں پھر ہوئی اور اس کا اشتہار بزرگیہ اودھ اخراج شہر ہوا، حضرت غالب نے ایک خط بیج اس کی تیمت کے سروتے پاس پئیہ میں بھیجا" میں، ایک جلد بھیج دی یہ اخراجی۔ شمارہ ہے، گوستہ الیہ سیرولایت علی ہے۔ بوسستان میں صنیف صنیف کی ایک جلد مطبع ایکھن میں دیکھی تھی۔ اس وقت باوجود ملاش سائل سنکی۔ غالباً اور جلد میں پہلی بھی ایک جلد میں پھر سنکنیں کہ صنیف نہیں اور جلد میں بھی ترجمہ کی تھیں۔ قیض صنیف میں صاف لفاظ معلوم ہے۔ یہ غالباً میں کوکا تھے اور "حافظ معدوم" ہونا چاہئے۔ سیری وحد عرب چینی گفتہ اذان ظافی کا صدر ہے اور رخزان لاہور

www.urduchannel.in



www.urduchannel.in

میں ہے (ص ۱۹)۔ میرے یہ ہے ”جیسے جو اپنی پست ذیر فٹہ اور۔۔۔ صہیر بیگ رائی نے نالہ اپنی ملاقات کا منفصل حال جلوہ خضر جلد اس میں لکھا ہے، میں نے اسے خالی ۱۹۳۶ء میں رسالہ اردو میں پھیپھادا تھا۔ ان کے نام کے اردو خط بھی ہیں، مگر وہ جلوہ خضر جلد اسی میں اور ۱۹۴۰ء میں دقت نہیں کی گئی۔

(۲۷) دعا ری شفروں،۔۔۔ اسکے خواستہ نبی المترتبہ کے ساتھ در ق اس ادوار میں پڑھتے ہوئے ہیں۔ ان کے تکنس ختنہ فارس صاحب قائم حسوس اطمینان کی عنایت مخفی اس بدرستہ ہیں یہ اُن تامثون ہیں۔

حوالہ شیخ نوبل ایجاد کم

(۱) بخش آپنگ کی اشاعتی، اول کے سچے نہایت گلاب ہیں اس کا منظوم شعر ہے احمد الاحرار الگرد (۱۲ مارچ ۱۸۷۹ء) میں چھپا تھا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد علی المترتبہ بہ عمارت بہ قشیں، لنشتہار مشقوم بیچ یعنی آپنگ شفہ خضرت مرزا اسداللہ خاں مزادیہ بہادر غائب جوابی میں قیمت، کھیجیدے تین روپیے اور جو بعد اس کے پیچے کا جا رہا و پستہ دینے پڑے گے۔ ”محنتی خر ہے کہ اشتهاہ بکھیں ڈاکیں پیر کو ایک خدوہم والا شان سے واسطے درج کرنے اخبار کے میرے پاس پہنچیا۔“ لکلام بخوبی خفی خاں بن کے نام سے یہ اشتهاہیتے غالب کے شاگرد تھے۔ (خطوط مصلحتاً و صفات) لیکن یہ تمذیز ہابرا قاری میں مژہ بینہ تک محدود تھا۔ شاعر کی حیثیت سے ان کا ذکر کہیں، لفظ بھیں کیا۔ اشتهاہ غالب کی نظر میں ہے اور تریب یہ یقین ہے کہ انہیں کا لکھا ہوا ہے غالب کے شکر خودستائی کو فیضی ہاتھیں۔ اور اشتهاہ کی توزیرداری بھی ان کے سر زین یہ اُن سے بہ بیبط عاتیہ بہاں شامل تھا جو میں نے احمد الاحرار پر صاحب میں کا عاقما قلام غفت کے حالات آثار الدین دینہ اور اقوام دار الحکومت ہیں۔ مذکورہ بیشتر احتمالوں میں میں کے ان کے والد کا نام محمد سعیح الرّین اور اصلی دلن بدایوں تھا۔ مگر اب ہم سمجھی ہی میں دہلی

لگتے تھے۔ اپنے زمانے میں دہلی کے حاذق اهلاء میں گئے جاتے تھے اور ہمارے زمانے کے شفقاء والملک حکیم رضی الدین سر حرم ان کے پوتے تھے۔ ان کے نام خطوط غالب میں ۲۳ خط ہیں، ان سے بہت بہت تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ غالباً ان کے متولے باپ تھے اور یہ امراء، بیگم اور ماں کیا کرتے تھے (۱۸۷۳ و ۱۸۷۴)، غالب نے ان کے پتے کو جو روتا کھا کر دہ شایرا اسی پناہ پیشہ (۱۸۷۵)، لگر غالب اور ان کے بیٹے میں خون کا رشتہ بھی تھا (۱۸۷۶) ہاں ابھی میں غلام نجم الدین خال اپنے حقیقی بھائی کے نام سے کہ رہا ہیں پر غلام بخت کو بیکاریا دی ہے۔ گمان ہے کہ یہ رشتہ بھائی کے ذریعہ ہے ہر ۔ تند بخفیت بن کے نام کا ایک خط پیغام ہے! وہ جن کا ذکر اس کے صفوٰ اور بھی ہے اور ان کے بھائی محمد حمید الدین (۱۸۷۷ و ۱۸۷۸) یقین ہے کہ غلام بخت نے اقربات ہوئی۔

(۶) غالب بیک خسروی بخش خان، معروف (متوفی ۱۸۷۳) نے ان کی دو بندیاں کو جن میں سے ایک کی "دیف" ہوتے تھے اسکی اور دوسری کی "گردیاں یا گروں" ہے۔ جس کیا ہا اور یہ دو یوں محسنس دیوان معروف میں موجود ہیں۔ دوسری گرزل کا محسنس چین پتے نظریہ (بھی چھاہا ہے۔ کروں یا گروں)، ردیفہ دالی غزوں میں نہ مارچ ہے۔ اس کے صور میں شارہ کی تھی۔ یہ اس زمانے کی غزال ہے۔ غالب نے اسے غالب آسمان سے مکریت کرتے۔ مگر اس میں وہ وقت آخری تھیں جو اس عجیبی نسلوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ غالب کے یہاں معروف کا ذکر ہیں جوگہ آیا ہے۔ دو نسلوں میں ان کا ایک ایک صریح نقل کیا ہے (خطوط ۱۸۷۳ و ۱۸۷۴)، اور ایک میں لکھا ہے کہ معروف نے ایک نئی نیں شراب تو دے، داب تو دے، تکالی، میں نے حسبِ احکام غزال کبی خطوط ۱۸۷۴۔ اس نسل میں معروف اور ذوق کی بھی غزوں میں یہ بات صحیح ہیں کہ ذوق سے مشعر تھا کہ ذکر آزاد کی سوا کسی نہیں کرے۔ آبِ حیات کی اشاعت نے ہمیں تاریخ، جد و ایک کا منصف لکھ دیا ہے: "قطع نظر ناعمری، کے فتیر ہی ہے، تاد، بندی، اور ہمہ بندی؟" (۱۸۷۴)، تیجہ، کچھ شہزادی، ورنہ سنتے ہوئے۔ دلماں، بیکانہ، اس بخوبی کا دلماں استقلال پر اپنے بیل میں اقامست کریں ہوئے تو ان کا ایام معروف کے ساتھ تھا۔ تیجہ سے کی مبتدا، تو حکایت یادہ رہیں ہے (۱۸۷۴)، مجھے صنوئی معلوم ہوتی ہے۔

(۱۰) یہ دشمن چوپیر سعادت ملی کی بھروسی ہیں لٹا لفت سے ماخوذ ہیں (لطیفہ ۷۴)
 سعادت اتنے غیر مرد اور آدمی نہ تھے جتنا کہ طلاق فرض کر دیا پھر کی تلاہ ہوتا ہے۔ یہ میر شمشی
 دشمن دارسی ملکیت عالیہ صاحب انتظام کل امور۔ سعادت، راجستان، رہا چکے تھے،
 اور، انھیں نامانہ میر، اور رکن شور، راجمند (پرانی نامہاتم غاباً صبح ہنسی۔ غالب سے تنخ
 میں افراد اُنہوں نے، اسی میں تباہی ہے، پسناہ نہ ہو گا۔ غالب۔ سعادت تسلیفات بھی ہوں گے
 درندہ سعادت کی بنیاد نہ ہو گھوسا اور کرنے والے لاطئ تاریخ مذکور کرتے (سبد ۲۷)
 سعادت کی کتاب نسروت، ۱۷۲۰ء میں، طبع ہوئی تھی، مطبع احمدی دہلوی، (گذا) نے اسے
 پھاپتا ہوا، یہ خیال کر یہ مطبع سراجی کے مالک تھے صحیح ہنسی، ان کی وفات یعنی کل تعمیف سے
 پہنچنے والے میں ای تھی، اس میں ان کا ذکر صیغہ مانی ہے۔ محترم کی وجہ تعمیف گھوں
 نے پوہنچ کی ہے کہ میں نے ایک کتاب بہادرانی العیان بکھری تھی اور اس کی تصنیف میں
 بہادران میں سے بھی مردی تھی۔ قاطع یہ ہے، لغات پر اعتراض ہے، ان میں سے ۲۳ صدران
 بہادران میں بھی تھے، رشیدی، بہادری، دیگر کی طرف رجوع کیا تو اعتراض غلط نظر آئے
 اندر نار، ۱۱ اعتراض ہائے غالب کے لئے یہ تاب تحریر کی سعادت نے بہت سی باقاعدہ کلک
 کلکی ہیں۔ یہیں، اُن کی طرز تحریر بھر جائے اور آسانی سے اس کی تفسیر کی جائے کیونکہ ہنگاموں
 میں فارس سے بہادران کا نام تھا ملکی لیٹا جائے ہے۔ اور اس کا اصولاً انھیں حق نہ تھا اسی
 لیے اور قابل اعتراض دو اتنی ہیں۔ ایک تباہی کی تاریخ عبدالمحمد اصمعشوق قرار دینا (تمامیں
 راستہ اُس سعادت کے لارڈ جوشت میں نکل ہوئی ہے) ایک میں اور بیارت سے یہ مطلب مکمل ہے
 چنانچہ دوسرے یہ تباہی کی تاریخ میں جکیم محمود خاں سے اپنے انتقال اور اس کا علاج کوئی
 سعادت نے بھی لکھا ہے کہ غالب کا قلام تدرست مسخر ہنسی غالب ان کے پیغمبر کے بہت
 شکنی ہیں؟ یہ مسناظر ہے با یقین؟! صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ایکسا ہیچ، "ایساں بکس کر
 نہیں اور دیتا۔ یہ اپنی صفتی گوئی سے بھر دیا ہے" (دایہ ۲۷)۔ ناگزیر سے شیرازی کے
 نام تکے خدا من بھی وہی حکم کی باقاعدہ کیا تھا پڑھ سایا ہے۔ غالب سے دوسرے یہ دوسرے ولی
 کے نام تھے ہر کوئی تاریخ، آپس میں اکثر "رسالہ عبدالکریم" اور طلاق فرض۔ تیسرا رسالہ
 داشتہ بیان اُن کو پیدا ہو گئے۔ کافی تھے انہیں، لیکن میرا تیاس ہے کہ ان کے کسی معتقد کی تحریر کی

سے تحریر ہوا ہے۔ رسالہ عبید الکریم کی نقل مجھے خاپ جیش پرشاد نے خاتیت کی ہے ان تینوں کے متعلق غالب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ ”تین دوستوں نے ملکہ محرق پر ... جو تیزی کی ہے،“ درود صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے لئے کی نسبت اس سے کچھ زیادہ لکھے کی مذمت نہیں۔ حال نے لکھا ہے کہ مرا سے کسی نے اوچا کر آپ نے قن کا جواب نہیں دیا۔ مرا نے لئے کہا، ”اگر کوئی لگھا تو اپنے لات مار دے تو کیا تم بھی اس کے لات مار دے گے؟“ (ایضاً حدود) یہی بات رسالہ عبید الکریم میں محرق سے متعلق ہے۔

(۹) (انتہا) یہجاں ... پرانی مردود دیوان ہے، اس بہت بڑی ایک عروض رویت وادیں ہو چوڑے ہے، لگری شفراں بیٹھیں ہیں میں نے اور سرما حزن صفر نہیں لکھوںی سے لے کر چیا ربانی پور دجوالی ۱۴۳۶ھ میں خانہ بنا قا۔ تباہیں اسی میں ملیں گے۔ حال میں آرزو صاحب نے دیوان اور دو کا ایک شیخی سخن بجھے بھجو ہے۔ جو ظاہراً اشاعت شانی کی نقل ہے۔ اس میں بھی یہ شعر ملتا ہے۔ غالب نے خاہرا پست تجھ کر اسے اشاعت شانی سے خارج کر دیا۔ مردود دیوان اُسی پر مبنی ہے۔
دیپ، کوئی ... وصالح بِ رَطْأَفَكَ لِلْيَقِنِ اسے ماہر ہے۔

حوالہ نظر فارسی

(۱۰) قاطعہ برہان کی تقریزی اس کے صفحیہ پر ہے اور (۱۱) کاعزان ان تقریبہ مصنفہ ہے۔ تقریبہ کے محتوى نام، العرب (بلدوہ ۱۷۷)، میں ”رَبِّ الْأَنْوَانْ وَهُوَ جَلُّ الْجَلَالِ“ ہیں۔ خود مصنف اپنی کتاب کی نسبتے ہو۔ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اکنامیکر شیخ اس تقریزی کے اتفاقاً نہ تھے۔ تیغہ میں سکتا ہے کہ ناہت۔ پیغامبر کے نام، ”بُرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“ دوسرے پور بیان افسانہ خوفز ہے (الماء ۱۷۷)۔ زانیت نہ نہیں بیتے ہے۔ تہذیب کتبہ میں پہنچ ۱۷۵، ”بُرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“ جامی کا ہے، ”بُرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“ بیکال پر یہ کہنے سے تاہم چور، ”بِرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“ کا صہبہ رشیت شاگرد ہے، ”بُرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“ افغانی کا اخڑو، ”بِرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“ بیک لارڈ دیسٹرکٹ، ”بُرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“ اسے صدر قاطعہ کا بھی پاہ کرنا ہے، میں بیان (۱۷۷) پر ہے، ”بُرَّیْتَ عَلیْیَ خَالِکَ“

الطبائع غلط تباری ہو، درفش ۱۴۸۲ھ ص ۳۷ پیشی ہے، اس کا سند بھی حالی نے صحیح نہیں لکھا ریا (کارصل ۱۷)۔ یہ بات عام طور پر معلوم نہیں کرتا طبع کی تباہت شیخ امیر اللہ تسلیم نے کی تھی، اور کا تخلص درج نہیں، لیکن خواہ نہیں کاہے اور وہ فارسی مشنی ہو غالب اور تاطبع کی طرح میں انہوں نے لکھی ہے اور تاطبع میں موجود ہے، تسلیم کے طرز میں ہے۔ مزید یہ کہ سلسلہ کا اسٹر زمانی میں نول کشور کے یہاں کتابت کرنا خوبیت ہے۔ تسلیم کے اس تاد نسیم کی ایک مشنی بھی تاطبع میں ہے۔ انہوں نے عجمانی دلربا ارشاد فتاویٰ سے عیسوی مل بیجن بحالا ہے۔ (۱۱) سفرنگ دستیر، محمد بخش علی خاں کی تصنیفی ۱۴۸۲ھ کی مطبوعہ ہے۔ اس میں مصنف نے اسلام تو نہیں کیا کہ عربی الفاظ نہ آئے پائیں، لیکن دستیری الفاظ کے برتنے سے احتراز نہیں کیا۔ غالب کی تقریب سے پہلے یہ عبارت ہے: تقریب طریقہ والا فرگاہ خردی راز آکاہ تو زد گفتار سخن پر در سرمایہ ناذش کمال ہنر خاپ مرزا اسد اللہ خاں المخلص یہ غالب المشهور پیریز زندہ ادام الشہزادی مجدد پریس نامہ تحسینیہ، ان کا ترجمہ تذکرہ میں یوں درج ہے:

خستہ دلمبی تخلص مولوی محمد بخش علی خاں ابن تاضی محدث عظیم الدین خاں مرحوم قاضی قطبیہ بمحترستاد نواب ناظم بہادر مرشد اباد و مباراجہ الوراست مدحتہ بر رفاقت الراہب محمد و زیر خاں پہاڑر و نواب بمحتر علی خاں یہاں دیالیں لٹکاں بودہ۔ ادیب بے نظیر و محقق بے مثل زبان عربی و درسی است۔ حال علم و فضل و ذہن و ذکاریش اذتا لیفات کثیر و اہم تفسیر غریب بہ عبارت فارسی و شرح غیر منقوط بر مقامات حجر پریز بیان دری شرح تحفۃ العرائیں ... بہ زبان دری و شرح دستیر مسٹی پی سفرنگ دستیر یہ زیان فارسی و تایخ غدر ہند و سلطان بہ زبان دری مسٹی یہ دیزہ نواد و زیر نامہ منظوم یہ زبان دیتیں تخلص مظلوم بہ زبان عربی و عاصمیہ ترجمہ تہبیات؟ ابن حجر قلنی و حاسمية مظلوم بہ زبان عربی و عاصمیہ ترجمہ تہبیات؟ فارسی و شرح دستیر مسٹی و تذکرہ دہمیع البدیع ولیت الالباب و خلصۃ الاکفار، و شرح شرح جیمنی و تذکرہ شرق القمر و درسی کشا و زیدۃ العزایز و تکملۃ صورت فارسی منظوم بیان دری و تفہمہ ہیرو راجحہ منظوم، و توجہہ تقدیت الایمان بیان عربی و تایخ مرشد اباد و شرح نزل دمن زینتی بیان درسی و ترجمہ انجیں و تفسیرہ تواں دریافت۔ تقریب ... بدر سایر شاہد عشرت ... ملکا شستہ قلم... اوست۔ بارہ ملا ماقاتش در مرشد اباد و بنابریں

۶۰

و بیرون دست و داده۔ رہا باب گرامی را قرت۔ مکالمہ بارگھن ہر جوں نے تجھے اخلاق
دیسی تھی کہ، میان مسماں تباخ۔ جو نکتے دیوان ہے، ان کی دنائی آنکھ تاریخ۔ تھے تم پر سدا
آخر ہے۔ اور راستم میں شمشاد ہے۔ ۱۹۸۷ء۔ ۲۹۸۸ء۔

پنج ٹکستن میں سے کوئی بخت سروائی بخوبی ملی خالی از اور تجارت... کام خدا نظر
بڑا جس استیلہ داشت در دنکر ترقی جادہ و مصائب قدم از ریاستی برپا کرنا۔ دنورنہ باخت
... تو را ترا جا... در سلک نظم در آور دہ دستیم پیکار لگنا... دیگر رانہس ہو ز، ن
گردہ... پنج کشش سالی تبل ازیزید... ایں... عدالت دیلو ایلی یود و دریں زمانی
می گوئیز کہ ملازست... والی جو پر افتابیانہو... تالی... ہے ایں کی
ملاقات نہیں (اور دھرت) دا نہیں جایا، دا نہیں جایا، نہ نہایا... ایں ایں... عدالتیں
سے ۱۹۸۰ء میں سعادت کی خواست رسائیں نہیں ایں... جو دنیا کی... سریں...
کی ہے مادرہ ہیں بیشتر لامائیں... بھی کوئی نہیں سنتے، میں کوئی پوچھا بھی کیوں نہیں
پاس جو اس کی نفلت ہے، خوب ہے، بیشہ سیون نہیں ہاتا بہ دزیر العظم، پیاصوت
رام پر کی اجازت سے کتبہ نہ اہم، سکھیں شکر نہ اہم، میں ایں کاریتی ہیں
ہوں۔ تجھنہا ہی نہیں اور اخیر، مالیا، نہ... پہنچ، مانیں ہیں، اور اسیں... کام کا
اوہ ماہری اخیاں اکر لے ہیں، تو کیا ہذا اخیر، دوسرے ایسا کوئی نہیں، ایسا کوئی نہیں
میں اور اُن میں دُن تراہ بیٹا گا۔ پھر اُن کو مولانا مسعود، شمس الدین، اُنہیں کی
تعریف میں ڈیا باندھ کیا ہے۔ تائیں، پاٹھاں اسی دہ بارث، نہیں، کوئی ایسی امور
تقریب کے لئے کاموں گوئیں اکبر (در زیر) ہے۔

(۱۱۱) لے کر یاد کرنے کے لئے، اسی پر اپنے نام، کارنامہ، یا کوئی پیاری
وقتیں، ہالم ہی نہیں، ایسا کوئی نہیں، اسی پر اپنے نام، کارنامہ، یا کوئی پیاری

وقتیں، ہالم ہی نہیں، ایسا کوئی نہیں، اسی پر اپنے نام، کارنامہ، یا کوئی پیاری

وقتیں، ہالم ہی نہیں، ایسا کوئی نہیں، اسی پر اپنے نام، کارنامہ، یا کوئی پیاری

وقتیں، ہالم ہی نہیں، ایسا کوئی نہیں، اسی پر اپنے نام، کارنامہ، یا کوئی پیاری

وقتیں، ہالم ہی نہیں، ایسا کوئی نہیں، اسی پر اپنے نام، کارنامہ، یا کوئی پیاری

وقتیں، ہالم ہی نہیں، ایسا کوئی نہیں، اسی پر اپنے نام، کارنامہ، یا کوئی پیاری

حوالہ جو اپنے نظر میں مارے گا:-

”سچا نہیں وفا میں برا لانہ تو تم دربار اجھے“ کم سو ماخوذ اور اسی کے بعد سو
لکھاں خیز رہے ہی ماس کو ایزان پا اسد اللہ غالب ہے تو اور غالباً خود فاس کی کچھی ہوئی
تیجے بُریٰ میں مدد پڑکرتا تھا۔ شرمندی نامنگی بُر کی اُسی فہرستتی ہے جو مذاختر تاریخ گشٹرا
بکھر کے طبقہ میں۔ لیکن گھر میں بُرے نہیں نہ کاروایہ زیان تھیں ہیں کہ کافر بنے۔ زمان میں ہے تھے
”۱۹۴۷ء“ اور ”۱۹۶۸ء“ اسی زمان میں بُر کی بُریٰ مدد تھی اُن تابعی اُسی صورت میں ہے کہ
یادوں کم بُریٰ اسی زمان میں بُر کی بُریٰ مدد تھی۔ اُنہوں نے چار ہجھی دہلي از خط بدلتہ جو حمل الکاظمیٰ
بُرے نہیں تھے۔ اسی ”بُر“ میں انکار کی تھی اُنھوں نے مقام اشیج غالباً کے ماتھیں بُر کی تحریریں ہیں
اللہ بریت شدیں۔ تھے۔ سرپوش ہند کا کس شریدہ اسٹینگل ہر یونی کے ماتھیں کے پارچے خط
بُرے نہیں تھے۔ اسی کے نزدیک اُنہوں نے اپنے اس سرپوش کے ماتھیں بُر کی تحریریں ہمیرے سکنے
کیا۔ ”۱۹۷۱ء“ ایسا ہے کہ ایسا بُر کی بُریٰ مدد تھا۔ بُر کے ظاہریہ نو اُناب دھر جنہیں کی سرکار سے
سلق تھے۔ مُکران کے باد جو دھاریں، عجمیاں دھاریں ایسیں سمجھتے تھے۔ بعد کہ بیکھر سرو کے منیری ہی
ہو گئے تھے و بُریٰ مدد اپنے۔
(خطورہ تھا)۔ لفڑی بُر کی بُریٰ مدد تھے۔ اسی پر اُن کو رہنمائی دیا گئی تھی۔ کم کے تھیں عام جملوں
کا ماخوذ جناب سیاستی خود اکرام کا غائب تامہ رہے۔ لیکن ہر چیز ہیں کہ اس کا نام ”سے خالہ آرزو“
ہے۔ یہ یہ یہ کا کون تھے اس سرپوش کے سے خالہ آرزو۔ یا کوئی دوسرا اخواہی نام کسی بُر حرمہ نہیں
وہ۔ ”جس بُر کا دُکر تھا“ لہتیدیں ملی سمجھتے ہیں لفڑی کے کیا ہے۔ ”جو خالہ آرزو ہیں“ می خالہ
آرزو۔ سرای خام کے۔۔۔ سے سوچ دھماکا۔ یعنی کہ سایہ میں دلیل سے ظاہر ہے: ”در آں یا میں یا ان“
کو سمجھی ہے جو خالہ آرزو سرای خام است۔ تاریخ فراہم آمدہ و پیرا یہ تمام پوچھیا۔ یہ تھی:
”۱۹۷۱ء“ تین کا تکملا ہے اسے قلابہ اُندھم ہے۔ کم میں اس منزی کے۔ جو کوئی
منصب اور تھری ہیں، اور وہ مشغول ہیں اسے۔ مجھے ملے ہے کیا تھے کسی دوسرے شخصی
لشیں۔ سریں۔ خطا پس پر ہر سے سوچے، اور سلطاب اُن کے والد کی طرف سے ہیں۔

جوہر کے نام کے ۳۳ فارسی خط ہجت میں اور اتنے ہی اردو خط خلوط میں ہیں۔ جناب سید
وزیر احسان عابدی مجھ سے کہتے تھے کہ ان کے نام کے غیر مطبوعہ خطوط موجود ہیں۔ غالب کے
لکھات فارسی میں ایک ربانی ہے جس میں جوہر اور سے کش کی تعریف کی ہے (صلح)
جوہر کے قطعات تاریخ اردو، تاطع، درخش اور لطائف میں موجود ہیں اور مقامِ الزکر
کی اشاعت کے محکم اوقیانی بھی تھے۔ ان کا کلام دیادہ نہیں ملتا۔ تذکرہ میں ہے کہ
پانچ چھوپرس قیل انتقال کیا۔

(۱۴) غالب نے لکھی ہے کہ "یقیناً کا دل برق تاریخ دستاً نبادہ ام" (تاریخ
صلح) لیکن تین نئے کہداویں میں موجود ہیں پہلے کا صل عباد اللہ ہے، دب، پر حشم یعنی
(صلح)، کا اعتماد ہوا تو عبید، پنایہ خدا یعنی اللہ اکتا پہنچا تو عباد اللہ ہو گیا۔ دوسرا
کا "صل کمال" ہے۔ کلام کا کاف اپنی جگہ پر رہا، اور لام مقلوب ہو گیا کمال بھل آیا
تیرے کا صل "مشیع کمال" ہے۔ شیم شب مشیع بستہ = مشیع دگدز رکاہ خرام،
یعنی ص اور سر آپ یعنی الہم اورل کو درمیان آیا، مشیع کمال ہو گیا۔
(۱۵) ربانی سید چین کی اشاعت اوس سے اخذ ہے۔ جناب مالک ام
کی اشاعت سے خارج ہے۔ نہ معلوم کس کی ہو ہے۔

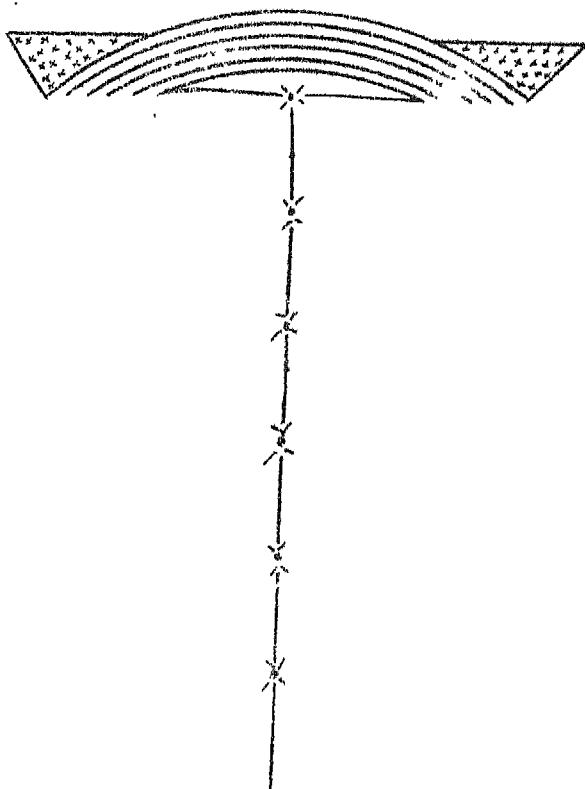
(۱۶) (الف) ایں نسخہ... خرچاگ، لطائف کے سرد روپ یہ ہے یعنی یہ
کہ غالباً کا ہو۔ لطائف میں غالباً سے کا ایک فارسی شعر اور ہے، مگر اس تدبیر یہودہ
میں نے اسے آثار میں شامل نہیں کیا۔

(ج) "لا جرم... ہیرا من، اس شرگی شان نزدیل یہ ہے: امیر خل
بسم (متوفی ۱۲۴۳ھ)، عاشق علی خان کا گورہ (متوفی ۱۲۵۶ھ)، کوئی نہیں تھے جس
ذرا ہمیں غالباً کلمکتہ پہنچے ہیں، وہاں پر خدا کی شاہزادہ کی سفیر تھے، اور ان سے
 غالباً سے تعلقات تھے (بریج ص ۷۰ و ۹۰)، بسی بھی کلمکتہ میں ملاقات ہوئی
ہو گی پہنچ بسیں کے نام کے دو خط ہیں، اور ان کی درج میں ایک ربانی لکھات
ہیں ہے (صلح)، ان میں سے ایک خط (صلح)، اور منظرِ حسین خان کے نام
کے ایک خط (صلح) سے معلوم ہوتا ہے کہ بسی غالباً سے فارسی ہیں اور دوہوں
مناظر اجرا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم (۱۰: ۷۷) "وَإِذَا حَاجُوا إِلَيْكُمْ فَإِذَا
أَنْتُمْ تُؤْتُونَهُمْ مُؤْتَمِرًا"۔

(طبیع ۲۴، ۶۱۸۲۶) میں و درج ہے کہ سلسلہ نے تعلیٰ میں یہ شعر کہا تھا:

‘حلو را غندشا عوامِ جہاں لیکیں یک طویل شکران’

غلاب نے صنادودہ شعر کہا جس کا قافية سیرامن ہے۔ اس کے بعد مراسلات ہوئے اس سالہ میں جو آخری خط غائب نے لکھا تھا اس میں وہ وجہ رہا یہ کہیں جو حکیات میں ہے۔ محقق نے لایے بیان کیا کہ اسی پوتا نہیں بیٹھ کیا، لیکن یہ لکھا ہے کہ سلسلے نے ۱۲۴۰ء میں ”پنج کے جواب میں پنج گلبن تصنیف کی تھی“، مجب اُن کہ اُن کا ماخذ ہی ہو۔ تذکرہ مٹاہیر کا کوری کیا اس کتاب ہنسیں، مگر اس پر بھی ہیرامن والے شخرا وہ اس کی شان نزول سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس شعر کے آثار میں شمول کی یہ دسیرہ ہے:-



تہذیب و فرم

سینے، نظر کے علاوہ جوں ایسیں ہیں ملک اور بیرون کے نام کا لئے نہایت پرستی
شاپنگ ہے جو ایک اٹھیں عمارت اور باوچار کی اولین رہائش ہے۔ نظر دیکھیے
تو تیری کی پیڑھے تھالہ لے کر، سریج الیوسی ایشیانی صلیعی ملائیں پیٹھے لے جائیں
وہ تو پہنچ نظر پر بڑا اور اس کے بعد نہیں جزوی معلومات ملائیں دیتی کوئی ششیں بخواہی
ارین نے مسلسل نہست ناپس یا زاندگی کا نئے ناعالیٰ نہیں کھلنا، کتنے طلباء وی ملنے
بلاؤ کو ملائیں یہ سوش کو پورا شیر، بیکار کو برا بھیج، وہ حلقہ، باہم کو جسم، ہم کو جمود
لکھتا ہے۔ زوال نے اپنے بڑے بھر جوں زاندگی پر دیکھ دیا ہے، زندگی اپنے بھر جوں
نوجوں پیغمبر کے انصاف اے۔ پس کوئی نہیں پہنچ سبب الرحمہم یومِ نہادیں اپنے دنیا میں
شانی خدا بکیری کی بھروسہ کہ کہا تھا کہ اس کا سنبھال بھر خارجیتی ہے وہ دیکھ لے جائے
مرتبت پھنس۔ اُن ان کے خطا بیس شانی کی کمی ملی کا بھی نہیں۔ شانی نے اس نجیوں
کوئی کسی ستم کا سروکار نہیں تھا بھیزیں۔ نہ سنا، اُن کے نظوٹ ناکی پر بیکھریں
پہنچے ماس سنتے ہیں اُن پہنچ کی گئی دلائی اُن سنتے ہیں اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے
کہ اُن کی بیوار تھیں اُن کو اسیوں اُن اُندر وہ اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے
کہ اُن کو اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے ای خفیدت اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے
(۱) ان میں بیان و شائر، خواجہ محمد حسن، خواجہ فخر ارشاد اور ایک نام، جم الائمہ کوئی

ایسا کنام کے خدوخ نہیں۔
حرزاں احمد سے سوال پڑی تو نواب احمد بخش خاں کے بزرگ نہست سلطان
پیر سفہرہ کا پیش گئا۔ اُن را در صدر رہا اُن کلکٹر کے قوتی عقد (عنصریون ۳۰۰۰)
و زخماء میثا، اُن زندگی پسکر۔ تکھیر بیت سٹرلینگ ۲۵۰۰ روپیں۔ سہیں بہتر غائب
تھے جسے بڑی قدر پیغام بردار۔ الیہ نہ آئی تھی نہیں۔ بہبیس تذکرے، بہبیس
دن، کیم سراج نوابیس، دین، اکٹھتیزیا، رہنماء۔ رہنماء، رہنماء ملک نے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ
کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے اُن سوچ کی ہے

دشکورتے لفڑا ستوں کے بھی، اور پال سے غائب کو اپنے ساتھ ٹھرا جا چکا گر
غلبہ میں پورا نہ ہو۔ کے دھنے (۳۰۰ روپیہ) کو بخوبی دل کے اور غائب کو یہاں پوکار
ڈھونج کر کے صاف سے سزا اخذ کیجیے۔ فوجی افسوس، سزا، حادثی، کھلکھل کا سروکار ہو
ضمیمانہ ہے، پال پاپوڑ کے بھی ... دو کوئی غیر مفتین یا مخفی تھا جو ایسی
بیوی دیوار از غایع گشتوں، اور اپنے بھائیوں کا دار دار خدا کا معاہب میں معاملات
کرنے والا شدید باریوود غلام اور اپنے کو کوئی مفت نہیں، اور شدید (ستقرفات صفحہ ۱۰)
لب پاپنے کا تمہارے پرانے کل غائب کی وجہ کے ... اور اپنے کو اپنے فتنے ... دشکور دشمن
پورے لب پانے کے پلٹریہ ترستا وہاں پر یہاں پاپنے صفحہ ۱۰ کے
مفت نہیں، اور ۹۰۰ روپیہ کو بخافی کوئی نہیں کر سکتا۔ اس قیمتی اسکے دل کو
ڈھونج کر کے کوئی غسل بیکی کی وفات کی پور کشہ اسی شیخوں
کے پھر پاپنے کا پتھری ... اور غیر مفت قاتم (۹) پال کی موت کے بعد قاتم کے
نے معاہدے کا اعلان کیا کہ پولی کا حال اور کام اپنے کو کیے ہیں جو کسی رجی مفت نہیں
کر سکتا، اور یہ مفت نہیں۔ ظاہر اسرور کی زندگی میں ان سے کوئی کریں
پچل کا جو کام، قاتم، مفت دیا گھا اور اس میں کسی دفعے پال نہ ہو نہیں یا اسی
سرور کے اعلان مفت نہیں کر سکتا۔ غائب نہ کسی اور دوسری پال اور
قاتم کی بحث کی میں (ستقرفات صفحہ ۱۰)، اور شدید کے مداریں اپنی
شاخزادوں کو کھاہے۔ ان کا دیوان اشکنے کے کھاہاں ملکا اس کا پانی نہیں
ہے، بلکہ ستر تھا اور دیوان جیاں ہیں جو کام ہے وہ کچھ لینے یا بیٹھنے
کے سال وفات اور موت کی بھی، لیکن یہ مفت نہیں وہی۔ غائب نے
مشتعل کو اپنے اس تھوڑی بھر کا دکاری اور اسی بھاروچی میں گھر پیدا فرما کر آئا تھا
وہ، وہ مالکیت پر کھلتا اور مبتلا کر دیا جاتا تھا اس کے سامنے، لیکن باکے ساتھ یہ
کہ اس کو اپنے کھانے پہنچانے کا ایسا سامان نہیں تھا۔ اس کے سامنے مفت نہیں
کر سکتی، اس کی کھانے پہنچانے کے لیے کوئی کام نہیں تھا۔ اسی کی وجہ سے اس کو اپنے
مفت نہیں کر سکتا۔ مرتباً اس کی کھانے پہنچانے کے لیے بھائیوں کی کامیابی میں کامیابی ہے۔

۱۸۳۲ء میں پڑتی ہے، مگر ہنتری میں اس دن بھری بائیگ ۱۶ ارشوال دی ہے۔ یہ
تین ہے کہ اس کی بایع نات ۱۵ اسرائیل ۱۸۳۲ء سے چند دن قبل ہے۔

پیار کے نام، خط مفترقات میں ہی پہنچ یا اُڑوے سلطے اُنہیں ان کے نام
کا کوئی ختنہ نہیں۔

فہرشن البدین حیدر عرفت خوار جان کا ذکر کے بعد خطوط کے سوا غالب کی
اور کسی بخوبی نہیں ملتا۔ ولی اشیاءں مرقوم ہے، وہ شائی خواجہ حیدر جان پسرواجہ
حد الشدود کے باشندہ جب تک شاگرد غالب ہے۔

یوں یعنی سب بنا اور بگردیا جیسے کہ بس جناب بنا اور بگردی
شیشگر کیم بنا بخوبی تو تپرست ایک نامی دو بیرونیہ تپرست
سرپاسخن کا حصہ تھا ہے:- "خواجہ فیض الدین حیدر جان شائی ولی
خواجہ فیض الدین باشندہ دھماکہ وار دہلی شاگرد... غالب" صفحہ ۱۹، (دوسری)
ہیں)۔ مگر سان سخن ہے:- خواجہ فیض الدین عزالت ی خواجہ حیدر جان ابن خواجہ
فلیل شد... بست و چار سال تک گزد کہ اذیں جان گزدان گذشت ایں کیک شحر
از درستیدہ ہے:-

یہیں، بیوہ زہا بیوہ قلم بجز کار بکشکان من است ایں"۔
سخن ہے:- شائی خکلص خواجہ فیض الدین عزالت خواجہ حیدر جان... ولد خواجہ
فیض اللہ... شاگرد... غالب، تغفاری، اور دو ان کے پیارہ جو تھیں ایک
چھوٹی بادیوں ان کا لفڑی سیگر، ایک دیگر سیگر سس ہوئے کہ فوت کی۔ گھنٹیں بھی آئی
تھیں، ملکوٹیں بیا ہیں:- "... بین خواجہ فیل اللہ کشمیری... بزریہ
خط کرتی اصلاح گفتہ سے بیوہ زہا، از... غالب... گرفت۔ بہر
دو زہا... استغفار بیڑھہ کوہ۔ دیوان بخت انس از لفڑگزشت بیستہ
شش سال امرت کر... ایک بیوہ و بیوہ ناتیہ، رسالہ بیان دو دھماکہ (ایچ
۱۹۴۲ء) برا کرتی ہوئیں شکران، شکران، دھماکہ اور شفا کرسانی، ان کا تھیہ، (لیکن) ہست
اس کا خداوندیہ سیکر خود کیکیا تھا۔ "ایک دیگر خواجہ فیض الدین خاری، فرزند
لطف زادہ، تیر، بیکانہ، بیوہ، ایک دیگر خواجہ فیض الدین خاری، فرزند

۶۶

سادہ اور سچ و نادری کی باتا مدد میکھیل شفیق، خاتب سید زید ریاح خط و تابت تمذ عالم کا
بتھا۔ غالباً بند ناپھن طلبی شگال کرنا، کاغذ اب دیا تھا، آغا احمد علی اور خاتب
کے مدرسے پر بھی شرکیہ مکھیل شفیق (بے اکار کوئی ریکارڈ نہیں)، اصل نام فیض الدین
جید ہے، جو کبھی اختصار کے بعد فیض الدین ہو جاتا ہے۔ دالانہ نام علم الشہد ہیں
خیل اشتر ہے۔ جعلی ہاما عالمیہ پریم ہیں، اور خاتب سید کاکھیں ملاقات کا
بھی کوئی ثبوت نہیں۔ اس بات ایک ایسا کوئی سن لڑکا کہ خاتب سید اُن پھن کو خلا
دیا ہوا یا اسکے نام پر کوئی حکایت ہوئی کہا تھا۔ مال وفات کی ہیں تسلی ہے۔
گلے اپنے پر کوئی بیرونی مدد کی انٹھیوں بیش روں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ان ایں
ان زبان صرف الیخ خط ہے۔

خواجہ محمد حسن ظاہر انشی صحراء سے جو کے نام پھیں متعدد خطوط ہیں اور جوں کا ذکر اردو
کے ایک نظائر ہے (خطوط صحراء) ظاہر اشتفت ہیں، خواجہ محمد حسن اور ان کے بھائی
خواجہ سعید، راؤ پیشووار اور نواب حسام الدین صدر شاہ، محمد حسن سید عالم علی خان، علی
خان، اور، قیصل کے نام آئتے ہیں، مگر ان لوگوں کے نام کوئی خط نہیں۔

نواب حسام الدین خان پر کھاں الخاں دوستوں میں تھے (۱۹۰۵ صفحہ ۳۴۴)، مجتبیں
کوئی درسگاہ نہیں تھی تھے، اس کے متفقہات صفحہ ۳۴۵ (صفحہ ۲۳۷)، عبد الکریم میر غوثی ذفر تکرہ خارجی
یا طبیور الدین خان یادوں سے مرشد داری ہوئی تھی، دور از قریں نہیں (متفقہات
صفحہ ۲۳۷، صفحہ ۳۴۵، صفحہ ۳۴۶، صفحہ ۳۴۷، صفحہ ۳۴۸) جس وقت خاتب مکھیل شفیق ہی نے اہمیان
و قدر کو اپنے سے تھے (خط ۳۷۷)، اس کے بعد اپنی پیالی زندہ کی کلکتھ کے نے زندگی کی
پیش کھاں صدر بدالت پوچھتے تھے۔ (خط ۳۷۸) خاتب ورکاریہ قول کر کارہ بار کے
سلے بعض طواری سے یہ کبھی پہنچا بلے کے لئے مکھیل شفیق (بعض صفحہ ۴۲)

سلسلہ میں اس کلمتہ تھے (غالب صفحہ ۱۱۶) تجھے نہیں۔ گل رخنکی ترتیب ان کی تحریک سے ہوئی اور اس کا ذکر اس کے دیباچے میں ہے دیوان فارسی میں بھی ایسی یاد کیا ہے:-

* بالیع الدین احمد چارہ جو تسلیم نہیں ورنہ غالب می گزندوق خروجی دیوان سراج مقفل کی ابتدائی خصلت ہے۔ دیوان سرکرد میں صدر آخرين کچھ تغیر کیا ہے۔ ان کے نام کے بعد خط پیغام میں اور اس مقرر قاتیں ہیں وہ ان میں سے گل رخنکی دلوں میں مشترک ہیں۔ غالباً تجھے اداگی ۹۱۸۵ میں مستبر کا ایکہ تحریر ایکھن تجویز ایکھن اور ایک خط میں جو رضوان ۱۱۲۸ھ کے کچھ بعد کا لکھا ہوا ہے، ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ (بود صفحہ ۱۴۷) -

الوالقاسم خال۔ قاسم کے متعلق عبد القادر بن زیاد راضیوری اپنے روزانہ پڑھنے کا کوئی
ہیں کہ وہ عالی خاندانست امیر شاہ جمال آباد است، و پندرہ بیہکھنے کو دو ماہ کے
داتا بہ کلمتہ رسانیدہ معاشرہ درخور سماحت داشت ॥ صفحہ ۱۱۶ و سفحہ ۱۱۷۔ دلوں
جمال (لختہ کلمتہ) میں ہے کہ، قائد ایشی سے کچھ تراوت رکھتے ہیں۔ لئے تو دلخی
کے صفت کا بیان ہے کہ خاندانِ بادشاہی سے لختہ نسلخ نہ ایخیں شہزادہ کھا
ہے اور تجھوں کی اولاد میں بتایا ہے (سخن صفحہ ۱۱۷)، لیکن شہزادہ ہوئے کے لیے
تیموری ہونا کافی نہیں، اور نہ نسلخ کے علاوہ کسی نہ ایخیں شہزادہ کھا ہے۔ غالباً
سے غالباً کلمتہ کی ملاقات تھی، غالباً کی وجہ غزل میں جس کا ذکر تیاں کے سال میں
آیا ہے ایک شعر ہے: سہمن اور سہمناں حضرت قاسم و تیاں، ایک پیش کا جائیں
ورد کا یادگار اکب۔ (مقرر قات صفحہ ۱۱۰) اگر ورد کا یادگار کے یہ مراد ہے کہ درد
کلبے واسطہ شاگرد ہے تو غالباً سے ہر من بہت بڑھتے ہوں گے۔ ایک قلمانہ قاسم کا
بھی غالباً کی وجہ میں ہے مگر اس کا تعلق غالباً کی شاعری سے نہیں۔ ظاہر اس
کے ساتھ جو خطا بھیجا تھا، اس میں بھی ٹھکا کوئی نہیں جو تو درست گردیں (مقرر
صفحہ ۱۱۳)، اور غالباً نے اپنے متفکوم دیوبندیں ایک کھلٹی کی طرف اشارہ
بھی کیا ہے۔ ظاہر اقسام میری الماگ کے مولیعوں تھے (مقرر قات صفحہ ۱۱۴) و سفحہ ۱۱۵
غالباً کے خلوں میں ان کی وفات کا ذکر نہیں، لیکن تیاں کی وفات کے کچھ بعد تک نہ
سلسلہ کتابیں نہیں دیکھی۔ جماعت ائمہ صاحبیت ایک خاطر سے مانو زیر ہے:-

تھے، ان کے ایک لہر کے کو دفات کی طرف بھی بعض خطوں میں اشارہ ہے (متفرقات صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۲۹۵)۔ دلگشاہیں ان کا ذکر اس طرح ہے کہ گوہام چکیں۔ قریبیت ہے کہ پیاں کی دفات کے کچھ بعد را ہی عدم ہوتے ہوں گے پرانج و دیرہ میں ان کو نام کا کوئی خط نہیں، متفرقات میں ۲۰ خط میں نام منظوم مزید برآں۔

مرزا اکبر بیگ سے غالب کی حقیقی بن سایتی تھیں، خط ۳ سے پتا چکتا ہے کہ جن مان میں یہ کھاگیا تھا بھی کلکتہ میں تھے۔ غالب کی کمی اور تحریر میں ان کا ذکر نہیں۔ مرزا افشنل بیگ سے مرزا اکبر بیگ کے بھائی اور لکھنؤ میں اکبر شرمنی کے رفیع تھے۔ غالب کا کوئی خط ان کے نام کا ہو جو دینگر، لیکن دوسروں کے خطوں میں ان کا ذکر بیکت سلتا ہے۔ غالب جب تک کلکتہ میں رہے ظاہر ان کے کوئی شکایت ہوئی، لیکن واپسی کے بعد لکھاڑی کی پانے خواہزادوں (اویما درزا خاہی) سے رشوت لے کر ان کے ہمدرد دہوکے میں اور غالب کو لفڑان پینچانے کی کوشش کر رہے ہیں (متفرقات صفحہ ۲۳۹) ان کی دفات پیاں کے انتقال سے پہلے ہوئی ہے اور یہ جبرا سنبھلی ہیں ہو صدقہ کا خری پھار شنبو سے پہلی (متفرقات ۷۰)۔

تواب علی اکبر خال مفتضت سیر المتأخرین کے حقیقی بھیجے اور ہو گئی کے امام یاٹھ کے متولی تھے۔ غالب ان کے پاس محمد علی صدر زین بادڑہ دیوار رملراج الدین علی خال قاضی القضاۃ کلکتہ کا خط لے کر رکھے تھے اور ان کے بہت ملاج ہیں۔ تین پارہو گلی جاتے کا پتا غالب کے خطوں سے ملتا ہے۔ غالب کا بیان ہے کہ جب کلکتہ میں ان پر اعتراف ہوا تو انہوں نے اور محمد عین نے بہواب دیئے تھے اور ان دونوں کی تحریر کے باوجود تلافت لکھنؤ (دیوان صفحہ ۲۰) شاندیں اس سلسلیں حیاتِ فرمادیں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کے لیے وہ اپنے تھیل کے ہمین منت ہیں۔ سال دفات کا ابھی تکمیل پیدا نہیں چلا۔

اس سطر ان کا کہ لیتے غالب کے صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷ ملک خط ہوں:-
آغا محمد حسین کلکتہ میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ خانم صاحبی، من کا ذکر متفرقات کے صفحہ پر ہے ظاہر ایسی ہیں۔ قاسم کی طرح یہ بھی ہنری الٹاک کے متسلین سے تھے (متفرقات صفحہ ۲) غالب سے کلکتہ میں گھر سے تعلقات ہو گئے تو گوہام چکیں بدل دیتے تھا کہ کیسیں

افضل بیگنے اپس بھی دلایا ہو متفققات صفحہ ۹۵۔ ان کے اور علاالت صفحہ نمبر کو
غالب کان کے نام کوئی خط نہیں۔ یہ اور آغا تھوڑی جن ناہدابے شیرازی جن کے نام کا لکھ
خط نیچے میں ہے (صفحہ ۱۲۱)، اکیس پیش۔ علائی کے نام کے خط میں جن آغا تھوڑی شیرازی
کا لکھ ہے (خطروہ، قریب نمبر ۳) وہ مخفی الکر معلوم ہو تھے۔
یہ حکم صادق علی خال حکم شریعت خان کے بیٹے اور حکم محمد خان کے والد تھے غائب
ان سے خوش ہیں۔ خط ۲۲ و متفققات صفحہ ۱۵۔

حکم احمد علی خال عجیبینیں یہ حکم سید احمد علی خال بیکتا۔ ۲۷۔ سور الفصاحت
ہوں۔ ان کا نام بیچ صفحہ ۶۹ اور خط ۲۷، آگا ہے۔ اس نے ۱۱، وہ کیس ان کا کارکشن
محمد علی، تپال سے بیٹھے تھے اور عارف علی کے بھیو۔ قبیلی۔ یہ شاہزادی تھے اور ملک تھر
گرت تھے۔ سخن میں ہے کہ ”مولود جا سے تربیت ہو، اپنے والہ، وجہ سے کہ سخن
کیا تھا، لیکن کھنوں میں جا کر۔۔۔“ ورنی سے یہی دو چار زکوڑ ہیں اس طرح لیتی۔ ۲۸۔ مذکور
میں مدینہ مسوانہ کو بھرت کر رکھے۔۔۔ صاحب دیوان ہیں، سراپا سخن میں انہیں شکار د
وزیر کھاہبے اور ان کے کھنوں جا ہے کا ذکر کیا ہے صفحہ ۱۵۔ تپال سے کہ سخن صحیح
ہیں معلوم ہوتا۔ غالباً بکلت میں سے کہ ان کی اشادی یہم اللہ تھی کہی۔ اس کے
پیش پھر سالی کے بعد ہی تپال کی وفات ہوئی۔

خواجہ مسیح قابوی علی خال بنا اور، راوی شیخ و امام کتاب شواندیہ، اور، اور کیس
ہیں ای پہنچ اجل سکا کر لوگ ہیں۔

حسام الدین حیدر خال، ناعی خدیجہ شالیت، مادر خال، قریب احمد۔ سبھی احمد الام
بخت خال کے والد، اور دو کے مشہور شاہزادے تھے، اور دو کے طلاق فیضیہ اور، جن
پڑے درست تھے۔ صورت کے بیان و مکالمہ کا کہا شریعت ہے۔

حسام الدین حیدر خال متامی، فیضیہ، فیضیہ، فیضیہ، فیضیہ، فیضیہ، فیضیہ، فیضیہ
(معیاری میں ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۷ء) ۲۹۔ بے پیش ایڈیشن، ایڈیشن، ایڈیشن، ایڈیشن،

چو جنر نیازد ایڈیشن، ایڈیشن، ایڈیشن، ایڈیشن، ایڈیشن، ایڈیشن، ایڈیشن،
اس کو تھی پر نہیں تھا۔ ارادت، والدین احمد خال، کوئی بگریا ہو، اور، ایڈیشن،
معقول کھاہتے۔۔۔ ختم پیغم بری ایں، و مکالمہ، و مکالمہ، و مکالمہ، و مکالمہ،

کی بینا پر اور تمام اور ... تھا کہ اگر یہ نہ ہوتے تھے ملکی سنبھالی کی قبیلہ خالیہ کا درجہ بستی جیسا
سٹریٹ (پاڈھار) نہ ہوتا تو اسے پر ایک بیوی کے نام پر ایک بیوی کا لانڈ لائے جاتے تھے جو وہنے اپنے
صادق مولانا ورنہ غالیہ اور نامی یعنی زین الدین تھا، اور فرمادیت تھے اور غائب کی دعویٰ
نامی کے بیویوں سے تھی، چنانچہ ان کے پسر خود حسین مرزا اور احمد اکھاڑا ہے (ٹھاٹیانام
نامی پر ریخ صفحہ ۴۸) پیغمبیر نامی کے نام جو خطہ بیان، شاہزادہ کنام دوہ نامی
عرض داشتیں ان کی جاگہ سے لمحیٰ ہیں (پر ریخ صفحہ ۶۶ و صفحہ ۵۲) اور چار غاری
ڈباؤیاں ان کی طرفت تھیں اور وہ سکریلے نظم کی بیاری پر ریخ صفحہ ۱۱ و صفحہ ۱۰ (۱۰۰۰)
ان کے والوں پر تھیں کہ، یا یعنی ذاتی پر تکریکیا ہے اور یہ بسا سے ظاہر کی ہے کہ
”والاں سونت یہ لکھم صفری لکھاں ملکوہ“ (پر ریخ صفحہ ۱۰)، حالانکہ ان کا کلام کم ہے بلکہ
یا یہیں۔ بیرقايس ہے کہ غالیہ کی تبدیلہ مقامات میں نامی اور ان کے بیویوں سے بیان
کا کمی کچھ دخل ہو گا اور عمارت اور وہ سے تعلقات پیدا کرنے میں ان سے مدھلی ہو گی
نامی نامالی (زور فارس ۱۴۷۳) یا سونت چیسا کار رچہہ اقبال اسات احسن الاخبار شائع کردہ
خبریں لفظی ... معلوم ہوتی ہے۔

محمد حسن) غالیب ہیں وقتِ الکامنگ کے ہیں خاہراً گورنمنٹ ہریزل کے قاری و فرسے متعلق
تھے۔ غالیب کا بیان ہے کہ مکملتی میں جب ان یہ اعتراض ہوتے تو انہوں نے
اور علی الگر خالی نے جواب: پیش کئے اور یا وہ غالیف اند دلوں کی تحریک سے لمحیٰ
گئی تھی۔ (پر ریخ صفحہ ۸۰) لارڈ بیگک (بلی آئے کچھ لوح بھی) ہر کتاب تھے، اور دو دو
ذالکیا کے ساتھ کثیر سے تھے بعد کو کوئی کامکان دیا تھا (پر ریخ صفحہ ۶۷) غالیب نے
پیغ بیک ان کی مزدھی کیا بھی ذکر کیا ہے (صفحہ ۶۶ و صفحہ ۷۷)

مشتری عالم شیخ عالی: عجلت میں یہ کہیں پرانے چیزوں کے ہیں، نا ایرانیوں اور ہادر مدرج
میں امدادت کا اخذ ہوتا ہے۔

رحم علی خالی اور جھانلو خاہراً تپالا کے ملازم تھے۔

از ایک صفا ساری چیز کے دریا میں غالیب شرکی ہوتے تھے، لارڈ بیگک تھے
اور بزرگی میں جس کا ذکر کیا ہے کوئی دوک ہے۔

(۳۳) غالباً ستھانوں میں تیرتی سری شعبان کو داؤ رکھا جائے اور اس بنا پر کرد اپنی میں دو حصہ احمدی و دوسرا جادی الادلی کو باذہ پیش کریں گے تھے، یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اوآخر بیس ائمہ نیما اولیٰ جادی الادلی میں مکالمہ سے رخصت ہوتے ہوں گے۔ ان کے کل خطوط ہستہ سے خطوط ۱۲۷۰ د ۱۵۰ د ۱۶۰ د ۲۲۰ د ۲۲۵ د ۲۳۰ م غالب ہے کہ اس کا بھائی ہے۔ اس سے ان کا زمانہ کہتا ہے کہ مدد مکتب یقین ہو جاتا ہے۔

۱) تپال ۲ خط ۱۲۷۰ د صفر ۱۳۳۲ء یا زمانہ ۱۲۷۲ء کا لکھا ہوا ہے۔ خط ۱۲۷۰ میں جس عقول کا ذکر ہے دی ہے جس کی طرف خط میں اشارہ ہے تو ۱۲۷۲ء کا لکھی ہے، اور خط ۱۲۷۰ کا زمانہ کھیر لازم سے روزہ ہے۔ خط ۱۲۷۰ د صفر ۱۳۳۲ء کی ہے، خط ۱۲۷۰ میں اسی کی سیدھی تو خط ۱۲۷۰ خط اس سے پہلے کا ہے۔

۲) تپال ۲:— قریب ۱۲۷۰ میں ہے کہ خدا میں میں شادی کا ذکر ہے، محمدی کی شادی سبم اللہ کا ہے جو خاطر مشرکین میں ہوئی (خط)۔ اس خط کا تعلق خط ۱۲۷۰ د ۹ سے ہے۔ خط اخلاع اور خط ۱۲۷۰ د نوں سے مقدم علم ہوتا ہے۔ خط اس سلسلہ کا آخری خط ہے۔ یہ فتحہ مشکل ہے کہ یہ خلاف کس سند کے ہیں۔

۳) تپال خط ۱۲۷۰ پلا خط ہے جس میں فیض الدین حیدر کا نام آیا ہے۔ خط اسی بھی ان کا ذکر ہے۔ خط ۱۲۷۰ جو فیض الدین حیدر کے نام ہے، رصیرہ ۱۲۷۰ میں کا لکھا ہوا ہے، اور یہ پلا خط ان کے نام کا معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے ۱۲۷۰ کا زمانہ کھیر لازم اخلاق ۱۲۷۰ سے پہلے ہے۔ خط اسی خط کے دھاکہ (جاگیر) بھولنے کی استدعا کی ہے مگن ہے خط ۱۲۷۰ خط ۱۳۳۲ء ہو۔

۴) پلا خط کا تعلق خط ۱۲۷۰ متفقہات (صفحہ) سے ہے، اور اس زمانے کا ہے جو بتا بکھرتا ہے میں زمانہ دار دستہ۔ ۶) پ ۱۲۷۰ زمانہ؟

۵) تپال ۲ خط ۱۲۷۰ سے تعلق ۶) تپال ۲ زمانہ؟ ۷) تپال ۲ (۱۳۳۲ء)

۶) تپال ۲ (خط ۱۲۷۰) ۱۱) تپال ۲ خط ۱۲ د رو د کلمہ کے جنہاں بعد کا ہے جب غالباً کوئی پرستی کی جا سکی ہوئی تو مقدمہ ۱۲۷۰ میں پیش کریں۔ روزہ ۱۲۷۰ میں کے مالات اسی غرض سے معلوم کرنا ہاصل تھا۔ خط ۱۲۷۰ اس سے قبل کا ہے۔ اس میں لامہ ملامت انتقام گزوب الیہ کا۔ خط اس زمانہ میں ہے جب تک ہے۔

اجنبیہ جام جیاں نہ مانگتا ہے اور اس میں ہاؤس سے واپس کرتے ہیں۔ از ٹیکنٹ کا ذکر دونوں میں ہے۔

۱۲) خواجہ محمد حسن و خط ۱۷ میں غالباً دیوان کی طرف اشارہ ہے جس کا صراحتاً ذکر خط ۱۲ میں ہے۔ میری رائے میں یہ دونوں خطوں ارشمان ۱۷۸۰ء کے لگ بھگ کھلکھلے ہیں۔

۱۳) پال ۹ (۱۵) - ۱۵) خواجہ محمد حسن۔ خط ۱۰ اور خط ۱۱ کا زمانہ تحریر ایک معلوم ہوتا ہے۔ ۱۶) خواجہ خوش الدش - ارشمان ۱۷۸۰ء۔

۱۷) پال ۹ یہ خط طاہر اس زمانہ کا ہے جب غالب کلکتہ میں پابندی کا بھیجیں۔

۱۸) مکتوب المیہ ۹ زمانہ ۱۹) پال ۹ زمانہ ۹ ۲۰) پال ۹ (۱۱) -

۱۹) پال ۹ خط ۱۷ میں اپنے ملازمین کی کلکتہ والی کلکتہ سے ناداقیت کا ذکر کیا ہے۔ ظاہر اس زمانے کا ہے جب کلکتہ میں تازہ وارد ہتے۔ خط ۱۷ میں اس سے لفظ ہے۔

۲۰) پال ۹ متفقات کا خط ۲۷ بہ نام پال صفحہ ۷۳ - غالباً امراء افضل گی کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے۔

۲۱) پال ۹ (۲۱) - ۲۲) پال ۹ یہ ادبی نثر کے غاز کے بعد کا ہے۔ شوال ۱۷۲۳ء میں اس کے پچھے بعد لکھا گیا ہو گا۔ خط ۲۹ و ۳۰ بھی اسی زمانہ کی میں ۲۳) پال ۹ یہ خط اس وقت کا ہے جب کلکتہ سے رخصت مرتوں ایسیں۔ خط ۱۱ اس کے بعد کا ہے۔ ۲۴) پال ۹ زمانہ ۹ -

۲۵) پال ۹ متفقات کا خط ۱۵ بہ نام پال صفحہ ۷۲ تا یعنی تحریر ۱۸۰۷ء میں اسی زمانہ پر گذشتہ مذکور ہے۔

۲۶) پال ۹ زمانہ ۹ ۲۹) پال ۹ (۲۲) - ۳۰) پال ۹ (۲۱)

۲۷) فیض الدین حیدر ہیں ... ایں، اصلاح شدہ سکل میں ان کے نام مکار استین میں موجود ہے۔ غالب نے تاریخ تحریر، صفر، روز تحریر مجید دیا ہے۔

۲۸) ۱۷۵۳ء میں ہونا چاہیے۔

۲۹) پال ۹ متفقات کا خط ۲۷ بہ نام پال صفحہ ۷۵ - زمانہ ابود

دفاتر مرزا اشتفل پیغمبر -

- (۲۳) ذیل میں خصوصی کے شیئوں جو اور تو جو علمیں، مسائل و اور درج کئے گئے ہیں۔
- (۱) یکم صاحب، مکمل ہے لے کیمیا، حدیثی خالی ہیں۔ دوسرے کے مبنی انتقاد میں، یہ کاتب بامالی کی خاطلی ہے۔ نسراۃ نہ کے پیدا، نہ بنی، کاتب سے جھوٹگیا ہے۔ مسوولیت، کی جملہ سولستہ میونا چاریتے۔ کو توب الیہ سے فرض نہ کیا ہے۔ مدد دیا ہے۔ پہلکلم مظلومی کی کشتم حیاتے۔ ۱۳۰ انظہر آنے پر، یہ مذکور ہے۔
- (۲۴) بحیثیت، شادی ہے، تازہ، رسمی یہ کامیاب مکمل ہے تک ان اعلیٰ ہوں نے بھی چونہ کئے ہیں۔ لفظ، ایک کام، ناجاہ اس طالی یا جو، دوسرا باغ کے تعلق جتاب، اکثر مخدود ہے، ملکی نہ مانے ہیں۔ پہلاں ملک کو کہے جو رین اسٹریٹ اف دی ایک روڈ کے دریں ہے، ایک ہے۔ اس مکالمہ میں پہلے سڑاکو، وہ ملان قریباً سچے سمجھے۔ اس کے قریب اب تک آغا یہدی اسٹریٹ مبود ہے، ان میں پہنچاپ ہے۔ عالمی سچے سمجھا ہو گا۔ اس خطیر ان ایں پہنچاپ میں بعد کے خدا برپر ہے۔
- (۲۵) آنے میں وہی کی وجہ منزد، نسب شاد، نہ رشیخ منزد، تالیم نامہ کی ہے۔
- زیر، غاصم، سکے پڑھنے پڑے کہ کسی کی بھروسی کی پڑھائی کی، داشت کے نہ کہے، ایسا اس نہ میں ملھتا۔ اب ہو گئی کسی مقلع خدا، وکیا مارہ تے، زیارت استشپ، دوڑہ ہو گا۔
- (۲۶) آگر، پیاری ستر انہیں پیدا، دریا یا سمندر، بحراں کا کریں۔ شرب کو سراج کے پیاس کھیرے سچے۔ رستقرات سچھے۔ دو شالہ پہنچی فارسی ہے۔
- (۲۷) تمام ہے اس کے متعلق نہ، لامختہ ہو۔
- (۲۸) تھاں دی جائیں، تھاں نے بعید کیا اسی کے لئے، ایک ملک نے، دمبلو ہے کاہیے۔ اس کی کامیا ہے، مگر کوئا کام، کہ اس پر ہے۔
- (۲۹) جام عطا، تھا کافی کافی بڑا، ایک نیشن، ایک مقام ہے، تھاں
- الآباء، جنابہ، الکسر براشا، مددیں، نہ تجزیہ فرمایا ہے۔ تجزیہ، پر پر نہ ہے، اس خاطلہ تھا، تھے سکھیں، تیبا، تھا، اسی نہ بھائی تھے۔
- (۳۰) لوز، عالی، نیکرا، نئے ہے جانے اور، اسی دایری عالم الدین، جلدی خدا کے

(۱۵) دیوان لیسے کہا جاتا ہے خط سے نایاب نہیں ۔ یہ کہی تباہیں کہ دیوان اُردو پا دیوان فارسی کا ذکر ہے اگر فارسی ہے اور یہ خطا اس زمانے کا ہے جب خط اکھاگیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دیوان ۱۲۷۸ھ میں سرتبت تھا۔

(۱۶) اس خط پر ان میں سند نہیں، ظاہرہ را تب نہ کرنا زدیک خط کا جزو ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، یہ جداگانہ خط ہے۔

(۱۷) مزہ بیٹے مزہ ہو کو الگ، اُردو میں بولتے ہیں عربی میں غلط ہے، فارسی کو مغلیق اس وقت کی کہتے تھے قاصروں۔ لکھنؤت میں لکھنؤت۔ دولت ہائے مستقلہ؟ ضروری الفرض کی جگہ واجب الفرض چاہیے۔ فروغ کی جگہ ان میں فرغ۔ اس خط کے ساتھ مکتوب الیس کی طرف سے جو خط غالب لئے کھاہتے وہ کس کے نام ہے وہ اس مکتوب الیس کا حیدر آباد سے لوچھے لفاظ نہیں؟

(۱۸) اس خط سے ظاہر ہے کہ نالاب حیدر آباد یا کسی اور ریاست سے لفاظ سیدا کرنا چاہتے ہیں۔ غالب ... زین، سکھیات میں ہے (صفحہ ۲۶۵) ڈپڈ عالم و تبدیل اہل عالم سے ظاہر اتواب سید عالم علی خال مراویں۔ صفت تعلیم میں جس شکر کا ذکر ہے ہی ہوگی جو مختار الدّولہ کی سمع میں لکھی گئی تھی اور پیش میں موجود ہے (صفحہ ۳۴) رفعت درجت؟

(۱۹) اس سے ظاہر ہے کہ جوانی میں بھی شب کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ یہ بات نہیں ہے کہ اتوار کے دن اکل کھم سے پریزر کرتے تھے۔ یہ پتا نہیں کہ یہ عارضی ماتھی یا ہمیشہ کا دستور تھا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دشمنی کے دن کلکتہ سے رخصت ہونے والے تھے۔

(۲۰) یا ہم ... ہمرا کلمیات میں ہے (صفحہ ۲۴۳)، مکتوب الیس ظاہر اکٹھ سے ڈھاکہ (جہاگنگنگ) جاری تھا، درود سرکرد سے نالاب ہو رخصت نہ ہو سکا۔ یہ خط ڈھاکہ کی بھی گیا ہے۔

(۲۱) بربوت مالاباً: ۔۔۔ یہ نالاب ایت کیا، ہو رہے۔ کلکتہ مکلب اور سینٹ یال کنتھڈرل کے درمیان میں واقع ہے (صفحہ ۲۴۳)، اماںگی ائے اور استغنا کی جگہ میں دامنگ (وے، اور استغنا)۔

(۲۰) ”لال دلگی“..... اب بھی ڈہوڑی اسکو تو کہتے ہیں جو جزل پڑت
اوپس کے قریب واقع ہے ”دص“ نہ میں رُنٹیں۔

(۲۱) ایک کھار اور و خدمت گار ظاہراً احمد ہی سے ساخت گئی تھی۔ اکوں کھار اے
اُن کے علاوہ حلم ہوتا ہے۔ نہ میں تھر دیجے ہے۔

(۲۲) اٹالی یتھا اُنٹال ہے، خواہاب تکلہ سوٹالی ہی کہتے ہیں اور ہبھاں سال بھر میں ایک
میلابھی ہوتا ہے ”دص“ اٹالی نام ساداً اکھڑا بھی کلکتہ میں ہے۔ ہبھاں کا ستمبر علاقوڑ ہے۔ ہبھرور آدم
نہ میں اپروردہ آدم گھر اے، اسٹکوک۔

(۲۳) یہ خلائق فرقات میں بھی ہے (۱۹۷۶ء، ص ۲۱۵)۔ اختلافات یہ ہیں: متفقانات میں (بلدا)
کی جگہ ”کعبہ“، ”کعبہ“ کی جگہ ”گوئند“ اور ”بھی صحیح“، ”ترستنے“ کی جگہ ”بند“، ”یہ تماں ترجیح“، ”اخدا“ کی جگہ ”خدا“
درستکاریں میں اسٹاکی جگہ ”جگہ“، ”جگہ“ (جگہ)، ”بھی صحیح ہے“، ”یار اور بیدائی کی جگہ“ دیا دست، ”خوش“
کی جگہ ”خوش“، ”گردہ“ یعنی مکان کی جگہ ”گروہ“، ”از عالم بخوبی“.... خاکسارانست، ”یہ تمام عبارت خفیث
اختلاف کے ساتھ متفقانات میں سراج کے نام کے ایک خلط کا جزو ہے ہے۔ یہ متفقانات میں
”خاں“ اسکے بعد ”بھادر“، ”سراسیگنی“ کے بعد ہے۔

(۲۴) تپاں ناپاں غالب کے خطا کو اپنی بیاض میں نقل کر لیا کرتے تھے، جس خط کو
ظاہر کرنے اور اپنی بیاض میں نقل کرنے کی ہدایت کی ہے، وہ خلف ۲۲۰ تو ہے؟

(۲۵) یہ خط مجبور ڈھاک کے تمام خطوں میں سب سے زیادہ ہے۔ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ غالباً غالب نے غالباً راستے اعلیٰ احکام کو تلبینہ بھی کر لیا تھا، لیکن کوئی اپناں پڑا
کریے اعلیٰ احکام کی اخبار میں پارسالی کے طور پر جیسے ہی تھے یا نہیں جن ان شعار اعلیٰ احکام پر سعیر
وہ لکھیات میں موجود ہیں (ص ۲۹۵ و ۲۹۷)۔ دراصل طبق ہی، ”بسا غالب نے جیان کریا ہو، اس
یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی میں ”جو“ دال سے مستثنی غالب کے جس سملک، کا قاصد ہے مل
ہوتا ہے وہ بہت قدر ہے۔ ۱۷۲۳ء میں بھی ان کا ”جو“ غیرہ لفاظ ۲۰۰، ۲۰۵ میں تھا۔ یہ کہت
دیکھ ہے کہ فارسی میں دال ہے یا نہیں، اس کے اے... میں کہتی آئندہ لکھا جائے تھا۔ موقوت
اس پر الکھا کیا جاتا ہے کہ پذیر دیزرو کو زے سے تک خاتا تھا۔ ایسی صحیح نہیں۔ غالب کا کہنا بھی بھیک نہیں
۔ توں کہ وہ اس سے واقع ہیں کہ اور اسکی پذیر مرض و دیزرو کو دال سے لکھتے ہیں زے کے لکھنا
۔ ملاں غلطی نہیں دلخطی اگر یا زاید ہے غالب نے ”رو“ میں بھی لکھا ہے؛ غلط ہے مصنوع

صحت لوچھا۔ میں نے اکمال یہ کہتے سے تا صریح کیا کہ ایمانوں نے خلائق کو یا کے زایدہ کو شاہ استھان کیا ہے یا نہیں۔ اس خط کے متعلق مولید میں ہی، پیش ازیں بدرہ سال تھیں اور قاتے چند لاکھ ریز خامہ حروف آفریں جایا تھا لیکن بظر فقیر اور نقل کیک رقعہ اداں ایسکے: اس کے بعد خط انقل کیا ہے جس میں "لیکن اداں جا... خلائق نے خواہند ویگر" اور "اگر بید برند... اسد اللہ" کو سوائیں بھارت ہو جاؤ ہے (ص ۱۴۱ اور ص ۱۴۲)۔ احمد کے سامنے ور اخلاق خاتا اور انہوں نے عمارتیں خود مدد کر دیں، یا انہمکث خلائق ابوسارے کا سارا نقل کر دیا ہے اس کا نتیجہ مشکل ہے۔

(۲۵) خط ۱۷ میں دو سنتوں کے دن کلمات سے روائی کا ذکر کیا تھا، اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ بنو کو سلطنت سے رخصت ہوئے والے تھے۔

(۲۶) "فرذناں ارجمند ادا" صفت کی جمع لائے پر غالب معتبر فہریت ہے میں (تفصیل محقق)

(۲۷) "ترست... گرند میاڑ حافظ کا مطلع ہے۔ چندم، اب تک کہیں میری نظر سے ہنسی گزارا۔ یہ خط متفقہات میں بھی ہے (صلحت)۔ اختلافات: متفقہات میں صادق علی علی کے بعد "صاحب" و "مکیدہ است" اسکی جگہ "رسید" و "تبیدہ" نیکوں کی جگہ "تبیدہ" صورت و صعنی، احمد کے بعد "صاحب" طراز درستہم کی جگہ "طریز حروف دوستم" و "تبیدہ" صورت و صعنی، اسکی جگہ "تبیدہ" نیکوں، حکیم احمد علی کی جگہ حضرت سید احمد علی خاں، یہم دادہ است اسکی جگہ یہم داد۔ حکیم احمد علی خاں، اسکی جگہ حکیم صادق علی خاں (اور اسی صحیح معلوم ہوتا ہے)، عزم انقطاع علاقہ کی جگہ عزم انگلکاں سر رشتہ ہے۔ متفقہات میں موریا یہم، کے بعد یہ عبارت زاید ہے: حاکم کہ دارم از د کی علیہ، موہومہ بجا بموہومی سراج الدین احمد صاحب سمت اکٹھات تو اندیافت۔ بخوبی مدد و معرفت کو لائش د، اور عزیز از بھا کی جگہ فقط۔

(۲۸) ان بیچ و تسلیش از پیچ قاب تسلیش ہو گا۔

(۲۹) یہ خط بھی اہم ہے۔ اس میں کس میں مطلعوں کا ذکر ہے، اس کا پتا نہ حل کا کا۔ طاہریہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلع مکتوب الیہ (تیار) نتے بیجھتے۔ مگر ہم اور اس کا ذکر نہیں، معتبر فہریت کی جگہ معتبر فہریت الیہ چاہیے۔

(۳۰) شملہ بازار از غالب نے لکھا ہے کہ چیت پاڑا کے قریب ہے (از پیچ ۱۹۶)

فُلاب میں سہنے کے چیت پور روز کے اُس ختوپیں تھا جو بعد کر گئنا تالا ب کے نام سے مشہور ہوا
صلتا۔ "آزاد... گوارا" شناہ ہوا صفر ہے، مگر اس وقت یاد ہنس آنکہ کس کا سہم
اردو شہر دیوان مروجہ میں ہے۔ اس خط سے بھی اولیٰ نزاری پر روشنی پڑتی ہے۔

(۳۱) ہے یاد آتا ہے کہ حکیم جیب الوجن مردم نے حاشیہ ان پر لکھا تھا کہ
جو شوار رس خط میں ہیں وہ شافعی کے دیوان میں موجود ہیں۔ اس خط میں اجنبی بیانات،
ایا ہے، اس کی فہمت احمد رکھتے ہیں،

"من یکے از ثفات سماج دارم کہ ہناب نالب در گز دنما ہبے خود احمد
بیانات ٹھا اشتبہ است؟ جمل کی بیانات کر زبان روز خاص دنام دست اس رانما روا
پڑنا اشتبہ است" (مذکور مکمل ۲۴۴)۔

جناب اندر حضور بیرونی سے اس کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ اجنبی بیانات
ہونا ہا ہے۔ احمد اور بدیعت دو لذیں نہ لٹا ہیں۔

(۳۲) یہ خط مفترقات میں بھی ہے (ص ۲۶ و ص ۲۷)۔ اختلافات: سکرتان
میں اندہ کی جگہ اندہ، اگر سر بر داد، اسکی جگہ کر اگر سر بر داد، بودیم کی جگہ، بودد، سجن کی جگہ
یعنی۔ افقط، فھلا، مفترقات میں ہنس، یاد روز کے بعد بہت سی عبارت یونی ہیں ہیں۔

